

بہارِ اَافا صلی اللہ علیہ وسلم

بہارِ اَافا

کتاب ابراہیم



کسی صحابی کا قول ذکر کیا ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی توضیح کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: بدائع الصنائح: ۱۵۸۳)

۶۔ معتوہ (کم فہم اور ناتدبیر) پر قیاس

”واختاره الطحاوي واحتج بأفهم أجمعوا على أن طلاق المعتوه لا يقع، قال: والسکران معتوه بسکره“ (فتح الباری ۹، ۲۸۹)۔ (امام طحاوی نے اس کو اختیار کیا ہے، ان کا استدلال یہ ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع نہ ہوئے پر علماء کا اتفاق ہے، اسی طرح نثر والا اپنے نثر کی وجہ سے معتوہ کے حکم میں ہے)۔

۷۔ ”والقیاس الصحیح المحض علی ذائل العقل بدواء أو بنج أو مسکر هو معذور بمقتضى قواعد الشریعة، فإن السکران لا قصد، فهو أولى بعد المواءمته فمن اللانحی“ (اعلام الموقعین ۲، ۲۹)۔

(دواء، بھنگ یا ایسی منشیات کا استعمال کیا، جن میں شرعی قواعد کے مطابق معذور ہے اور اس کی عقل زائل ہوگئی) تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی) اس کے مطابق صحیح قیاس یہ ہے کہ جان بوجھ کر منشیات استعمال کرنے والے کی بھی طلاق واقع نہ ہو، کیونکہ اس کا ارادہ طلاق دینے کا نہیں ہے، معتوہ کے مقابلہ میں وہ زیادہ ناقابل مواءمہ ہے)۔

۸۔ دوسری نظائر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سکران کی طلاق واقع نہ ہو، ابن قدامہ لکھتے ہیں:

”من کسر ساقیه جاز له أن یصلی قاعدأ، ولو ضربت المرأة بطنها فنفت سقطت عنها الصلاة، ولو ضرب رأسه فجن سقط التكلیف“ (المغنی ۲، ۲۸۹۔ ۲۹۰)۔ (جو خود اپنی پینڈلی توڑ ڈالے، اس کے لئے پیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، اگر عورت اپنے پیٹ پر مارے اور اس کو نفاس کا خون آنے لگے تو اس سے نماز معاف ہو جائے گی، اسی طرح اگر کسی نے اپنے سر پر مارا جس کی وجہ سے وہ پاگل ہو گیا، تو اس پر سے شرعی پابندی اٹھ جائے گی)۔

طلاق سکران کی وجوہات اور ان کا جائزہ

تاکمین طلاق سکران کے نزدیک تین وجوہ پیش نظر ہیں، جیسا کہ علامہ نووی نے ذکر کیا ہے:



# ہمارے آقا صلی اللہ وسلم

مصنف و مرتب

آفتاب ابراہیم

آئی کے پبلشر

ایمپرس روڈ، لاہور

297.9921

P 56 T

1422.02

### جملہ حقوق محفوظ ہیں

سن اشاعت \_\_\_\_\_ ربیع الاول 1437ھ

کتاب \_\_\_\_\_ ہمارے آقا علیہ وسلم

مصنف \_\_\_\_\_ آفتاب ابراہیم

تعداد \_\_\_\_\_ 1100

کمپوزنگ \_\_\_\_\_ مہد، فہیم کھوکھر

ٹائٹل \_\_\_\_\_ مہد

پریس \_\_\_\_\_ حاجی حنیف پرنٹرز

ناشر \_\_\_\_\_ آئی کے پبلشر

قیمت \_\_\_\_\_ 200

## انتساب

” آقا ﷺ پر

درود و سلام

بھیجتی ہر

پاکیزہ زبان کے نام “

صفحات / ۱۱

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ آقائے دو جہاں ہیں۔ آپ ہماری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ یہ کتاب جو اس وقت آپ پڑھنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں آقا ﷺ کی ولادت با سعادت سے لے کر وصال مبارک تک کی تمام اہم معلومات آپ تک پہنچانے کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔ اس کتاب میں آپ، حضور اکرم ﷺ کی پیدائش کے وقت عرب کے کیا حالات تھے، نبی ﷺ نے اپنا بچپن، اپنا لڑکپن، اپنی جوانی، پھر بطور تاجر اور بالآخر اللہ کے آخری نبی ﷺ کی حیثیت سے پہلی وحی کے آغاز سے آخری لمحہ زندگی تک کیسے گزارا ہر لمحے کی داستان مختصر بیان کر دی گئی ہے۔ آپ ﷺ پر لاکھوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور قیامت تک لکھی جاتی رہیں گی۔ عاشقانِ رسول ﷺ ان کتابوں سے روشنی لیکر اپنی زندگیاں منور کرتے رہیں گے۔ حضور رحمتہ العالمین کی ذاتِ عالی صفات پر جس نے ایک حرف بھی محبت و پیار سے لکھا وہ سب قابلِ احترام ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی اور سیرت پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں میسر ہیں۔ جس سے ہر دور اور طبقے کے افراد فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں نے خاص طور پر طلباء و طالبات اور ان تمام افراد کے لیے ترتیب دی ہے جو اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے حوالے سے ان کی حیاتِ طیبہ کے ہر پہلو سے مختصر واقف ہونا چاہتے ہیں۔ اس کتاب میں حالات اور واقعات کی تفصیلات نہیں بیان کی گئی کیونکہ اس کے لیے بہت سی کتب میسر ہیں۔ مقصد صرف یہ ہے کہ وہ تمام افراد بچے اور بچیاں۔ جو چند گھنٹوں میں اپنے آقا، اپنے ہادی، اپنے رہنما والی کون و مکاں کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں، ان کے اس جذبے کی تسکین ہو سکے۔ میں نے بذاتِ خود اپنے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے حوالے سے آپ ﷺ کی تریسٹھ سالہ زندگی کے ماہ و سال کے حوالے سے معلومات حاصل کرنا چاہیں تو بہت سی تفصیلی کتب تو حاصل ہو گئیں۔ لیکن آپ ﷺ کی زندگی کے

مختلف پہلوؤں کے حوالے سے معلومات کے لیے بہت سی کتابیں پڑھنے کے بعد بھی تسکین نہ مل سکی۔ اور نہ وہ تمام معلومات جن کا میں متلاشی تھا۔ تو میرے دل نے مجھے آواز دی کہ تیرا بھی کوئی فرض ہے۔ تجھ جیسے اور بہت سے لوگ اپنے آقا ﷺ کے بارے میں ایسی معلومات کے متلاشی ہوں گے۔ جن کی تمہیں تلاش ہے۔ اٹھو اور کوشش کرو اور آقا ﷺ سے محبت کا کچھ حق تم بھی تو ادا کرو چنانچہ میں نے بہت سی کتابوں اور دوسرے ذرائع سے معلومات اکٹھی کر کے۔ انہیں کتاب کی صورت میں ترتیب دینے کی سعادت حاصل کر لی۔ کوشش کی ہے کہ تصدیق شدہ معلومات اپنے پڑھنے والوں تک پہنچاؤں۔ یہ ایک بہت ابتدائی کوشش ہے۔ جو کہ ہر اس فرد کے لیے ہے جو آپ ﷺ کے حوالے سے ابتدائی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اللہ مجھے اور آپ سب کو آقا ﷺ کی زندگی سے روشنی لے کر اپنے کردار و عمل کو جگمگانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

آفتاب ابراہیم



## آقا ﷺ

### ابتدائی معلومات

- ☆ آقا ﷺ کے دادا کا نام: حضرت عبدالمطلب
- ☆ آقا ﷺ کی دادی کا نام: حضرت فاطمہ
- ☆ آقا ﷺ کے نانا کا نام: حضرت وہب بن عبدمناف
- ☆ آقا ﷺ کی نانی کا نام: برہ بنت عبدالعزیٰ
- ☆ آقا ﷺ کے والد کا نام: سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب
- ☆ آقا ﷺ کی والدہ کا نام: سیدہ آمنہ بنت وہب
- ☆ بوقتِ ولادت آقا ﷺ کی داسیہ: حضرت شفاء (آپ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی والدہ تھیں)
- ☆ آقا ﷺ کا نام ”محمد“ آپ ﷺ کے دادا نے تجویز کیا۔
- ☆ آقا ﷺ کا نام ”احمد“ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے تجویز فرمایا۔
- ☆ آقا ﷺ کی رضاعی ماؤں کا نام: حضرت ثویبہ، حضرت خولہ اور حضرت حلیمہ سعدیہ ہے۔
- ☆ آقا ﷺ حضرت ”ام ایمن“ کو بھی اپنی ماں کہتے تھے۔
- ☆ آقا ﷺ کے رضاعی والد کا نام: حارث
- ☆ آقا ﷺ کے رضاعی بھائیوں کا نام
- (۱) مسروح (آپ حضرت ثویبہ کے بیٹے تھے)
- (۲) عبداللہ بن ابوشیما (آپ حضرت حلیمہ سعدیہ کے فرزند تھے)
- (۳) حضرت حمزہ (آقا کے چچا حضرت حمزہ کو بھی دودھ چونکہ حضرت ثویبہ نے پلایا تھا اس لحاظ سے آپ بھی آقا ﷺ کے رضاعی بھائی بنتے ہیں)۔
- ☆ آقا ﷺ کی کنیت: ”ابوالقاسم“ ہے۔

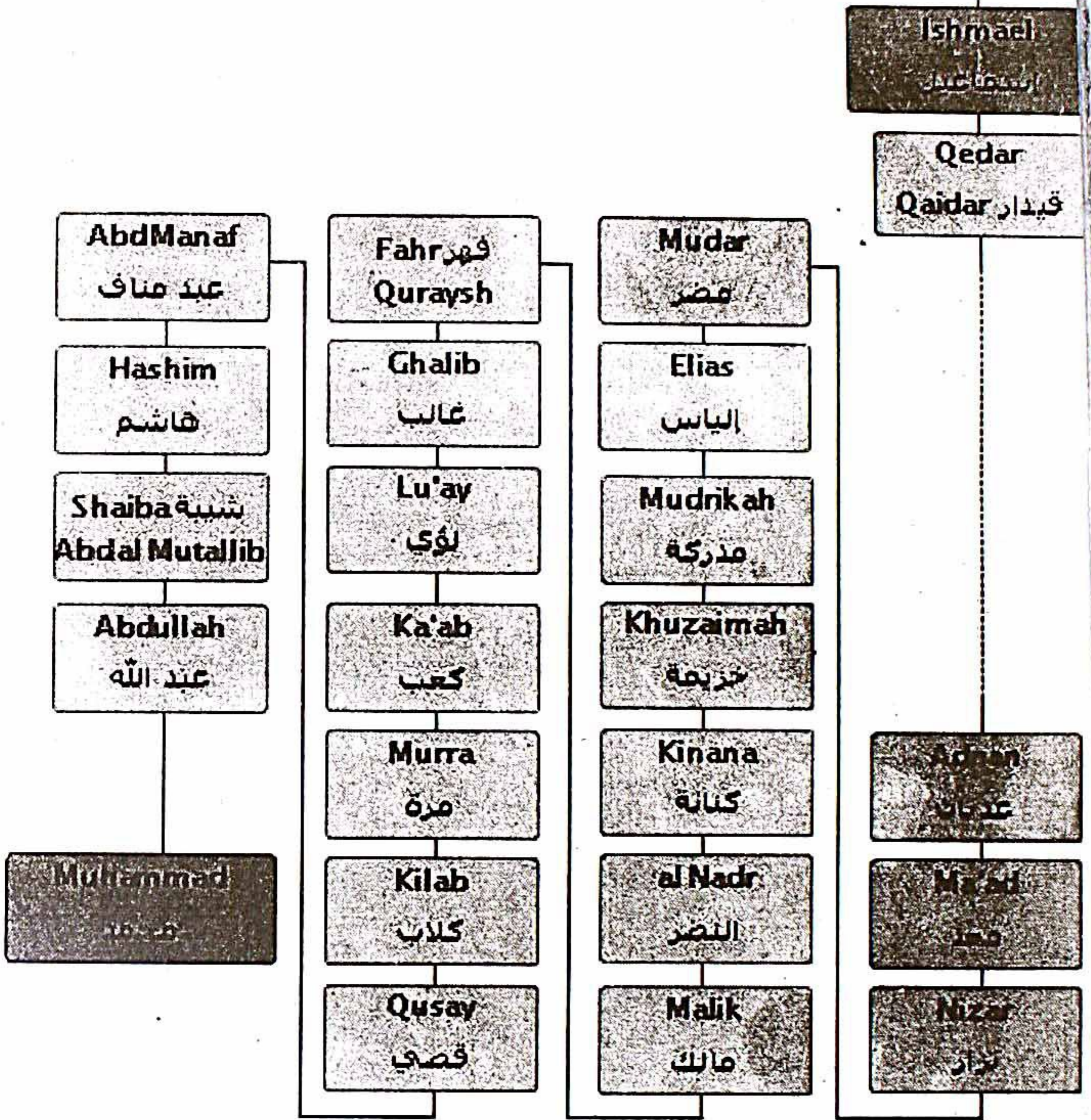
- ☆ آقا ﷺ کا اسم گرامی ”محمد“ قرآن مجید میں ”چار“ بار آیا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:
- ☆ سورہ آل عمران پارہ ۴ آیت نمبر ۱۴۴ ☆ سورہ الاحزاب پارہ ۲۲ آیت نمبر ۴۰
- ☆ سورہ محمد پارہ ۲۶ آیت نمبر ۲ ☆ سورہ فتح پارہ ۲۶ آیت نمبر ۲۹
- ☆ آقا ﷺ کا نام مبارک ”احمد“ قرآن مجید میں ”ایک“ بار آیا ہے۔ یہ نام سورہ ”صف“ پارہ ۲۸ کی آیت نمبر ۶ میں ہے۔
- ☆ آقا ﷺ نے حیات طیبہ میں صرف ”ایک“ حج کیا۔
- ☆ آقا ﷺ نے ”۴“ عمرے ادا کیئے۔
- ☆ آقا ﷺ حضرت نوحؑ کے طوفان کے 3675 ویں سال میں پیدا ہوئے۔
- ☆ اور حضرت ابراہیمؑ کے 2585 سال بعد ولادت باسعادت ہوئی۔
- (تاریخ کی بعض کتب میں یہ عرصہ مختلف ہے)
- ☆ آقا ﷺ کے خاندان مبارک کو ”اہل بیت“ کہتے ہیں۔
- ☆ آقا ﷺ نے مکہ میں تقریباً ۵۳ سال اور مدینہ میں تقریباً ۱۰ سال گزارے۔
- ☆ آقا ﷺ کے ہم شکل صحابی کا نام ”وجیہ کلبی“ تھا۔
- ☆ آقا ﷺ کی اونٹنی کا نام ”قصوی“ تھا۔ اس پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔ اور یہی اونٹنی اللہ کے حکم سے حضرت ابویوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے بیٹھی۔ آقا ﷺ کے پاس قصویٰ کے علاوہ دو اونٹنیاں اور بھی تھیں جن کا نام ”عضبا“ اور ”جدعا“ تھا۔
- ☆ آقا ﷺ کے گھوڑوں کا نام ”نجر“ اور ”سجل“ تھا۔
- ☆ آقا ﷺ کے نچر کا نام ”دلدل“ تھا۔



## آقا ﷺ کے اسماء گرامی

- ☆ قرآن پاک میں آقا ﷺ کا نام: ”محمد“ اور ”احمد“ ہے۔
- ☆ زبور میں آقا ﷺ کا نام: ”عاقب“ ہے۔
- ☆ توریت میں آقا ﷺ کا نام: ”ماذ“ ہے۔
- ☆ انجیل میں آقا ﷺ کا نام: ”فارقلیط“ ہے۔
- ☆ جنت میں آقا ﷺ کا نام: ”عبدالکریم“ ہے۔
- ☆ آسمانوں میں آقا ﷺ کا نام: ”مجتبیٰ“ ہے۔
- ☆ زمین پر آقا ﷺ کا نام: ”معظم“ ہے۔
- ☆ انبیاء آقا ﷺ کو ”عبدالوہاب“ کہہ کر پکارتے ہیں۔
- ☆ فرشتے آقا ﷺ کو ”عبدالحمید“ کہہ کر پکارتے ہیں۔
- ☆ حق تعالیٰ شانہ آقا ﷺ کو ”یسن“ بھی کہہ کر پکارتے ہیں۔
- ☆ قرآن مجید میں آقا ﷺ کے دوسرے جو نام آئے ہیں ان میں:
  - (۱) بشیر (۲) شاہد (۳) مبشر (۴) نذیر (۵) مدکر (۶) داعی (۷) نور (۸) عبد
  - (۹) رسول (۱۰) سراج منیر (۱۱) روف (۱۲) رحیم (۱۳) حامد (۱۴) محمود (۱۵) حاشر
  - (۱۶) عاقب
- ☆ قرآن پاک میں اللہ نے بعض اوقات آقا ﷺ کو ان کی اس وقت کی حالت کے مطابق بھی پکارا ہے۔ جیسے ”مزل“ اور ”مڈر“
- ☆ اس کے علاوہ آقا ﷺ کو ”رحمت العالمین“ اور ”ختم الرسلین“ کا عظیم مرتبہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عطاء فرمایا ہے۔
- ☆ اہل عرب و اہل مکہ آقا ﷺ کی دیانت اور صداقت کی وجہ سے آقا ﷺ کو ”صادق“ اور ”امین“ کہہ کر پکارتے تھے۔

# خاندانی شجرہ نصب۔ حضرت اسماعیل سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک



## آقا ﷺ کا شجرہ نصب بذریعہ انبیاء

Adam	Adam	آدم کا سورہ القرآن
Idriss	Idreess	ادریس علیہ السلام
Noah *	Nooh *	نوح علیہ السلام
Heber	Hood	ہود علیہ السلام
Methusaleh	Salih	صالح علیہ السلام
Lot	Loot	لوط علیہ السلام
Abraham *	Ibrahim *	ابراہیم علیہ السلام
Ishmael	Isma'il	اسماعیل علیہ السلام
Isaac	Ishaq	اسحاق علیہ السلام
Jacob	Ya'coub	یعقوب علیہ السلام
Joseph	Yussuf	یوسف الصلی علیہ السلام
Jethro	Shu'aib	شعیب علیہ السلام
Job	Ayyub	ایوب علیہ السلام
Isaiah	Zul Kifl	زکریا علیہ السلام
Moses *	Moosa *	موسیٰ بن عمران علیہ السلام
Aaron	Haroon	ہارون علیہ السلام
David	Dawood	داؤد علیہ السلام
Solomon	Sulaiman	سلیمان علیہ السلام
Elias	Ilyas	الیاس علیہ السلام
Elisha	Alyasa'	الیسع علیہ السلام
Jonah	Yunus	یونس علیہ السلام
Zacharias	Zakariya	زکریا علیہ السلام
John	Yahya	یحییٰ علیہ السلام
Jesus *	Issa *	المسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام
Muhammad *	Muhammad *	محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

## ظہور ”محمد ﷺ“

571 عیسوی 52-53 قبل ہجری

(ولادت باسعادت کا پہلا سال)

☆ آپ ﷺ قریش کے قبیلہ بنو ہاشم میں پیدا فرمائے گئے۔ بنو ہاشم عرب کا قدیم ترین اور معزز ترین قبیلہ تھا۔ بنو ہاشم جد الانبیاء حضرت ابراہیم کے فرزندِ عالی مرتبت حضرت اسماعیل کی نسل سے ہیں۔ عرب والے بنو ہاشم سے ان کی خوبیوں، علم و دانش اور بہادری کی وجہ سے محبت و احترام سے پیش آتے تھے۔ حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب بنو ہاشم کے سردار تھے اور خانہ کعبہ کے متولی و محافظ تھے۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب عزت و احترام کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ جن میں حضرت عبداللہ آقا ﷺ کے والد محترم ہیں۔

☆ حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے پہلے عرب بہت سے قبیلوں میں بٹا ہوا تھا ہر کوئی اپنے اصول و ضوابط پر معاشرے کو چلانا چاہتا تھا۔ کوئی مرکزی حکومت نہیں تھی عرب میں امیر امیر ترین اور غریب غریب ترین تھا اور امیر صرف امیر کا ساتھ دیتا تھا۔ تمام امیر مل کر غریبوں کا استحصال کرتے تھے، غلامی کا عام رواج تھا۔ عورت معاشرے کی کم ترین مخلوق سمجھی جاتی تھی اور اس کی کوئی عزت نہ تھی۔ عورت اور غلام معاشرے کے مظلوم ترین طبقے تھے اور تمام حقوق سے محروم تھے۔ کوئی ایسی برائی نہیں تھی جو جاہل عرب معاشرے میں نہ ہو۔ قتل و غارتگری بے حیائی اور بدکاری عام تھی، مردوزن اکٹھے کعبہ کا ننگا طواف کرتے تھے۔ سود خوری اور قمار بازی کا راج تھا۔ بیٹیاں زندہ قبروں میں اتار دی جاتی تھیں۔ کفر و شرک پھیلا تھا۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ میں بھی پوجا کے لیے ۳۶۰ بت رکھ دیے گئے تھے۔ حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں تھی۔ اس جاہل اور اندھیروں میں ڈوبے معاشرے میں اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی ولادت سے ایسی روشنی پھوٹی کہ پورا عالم جگمگانے لگا۔

☆ حضور پر نور ﷺ کی ولادت مبارک سے تقریباً ۴۰ دن (بعض روایات میں ایک سال) پہلے یمن کے بادشاہ ابرہہ نے ہاتھیوں کے لشکر کیساتھ بیت اللہ کو ڈھانے کے لیے حملہ کیا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ اور مکہ معظمہ کے آس پاس کے امراء بیت اللہ کی عظمت اور لوگوں کی اُس سے والہانہ عقیدت کو دیکھ کر تلملاتے تھے۔ ہر ایک کے سر پر یہ بھوت سوار تھا کہ مکہ جو اپنے معبد (کعبہ) کی وجہ سے پوری دنیا میں ممتاز ہے، ہم بھی اس سے زیادہ شاندار معبد تیار کریں تاکہ اُس کی شان و شوکت کعبہ کی بجائے زائرین کو اُن کے تعمیر کردہ معبدوں کی طرف متوجہ کرے۔ چنانچہ شمال کی طرف قبیلہ غسان کے سردار نے حیرہ اور جنوب (عرب) میں ابرہہ والی یمن نے بڑی عالیشان سربفلک عبادت گاہیں تعمیر کیں۔ ابرہہ نے تو اپنے ہیکل یعنی معبد کو اس طرح کے جواہرات سے آراستہ کیا کہ چاند ستارے جیسا چمکتا لگتا تھا۔ لیکن کعبہ کے متوالوں کو یہ معبد ایک آنکھ نہ بھائے۔ بلکہ کعبہ کی قدر و منزلت اور بڑھ گئی۔ ابرہہ کی خواہش تھی کہ کم از کم یمن کے لوگ تو اس کے تعمیر کئے گئے معبد کا طواف کریں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ حج کا موسم آتا تو یمن اور حیرہ کے لوگ سفر کی صعوبتیں اور بھوک پیاس برداشت کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے۔ ابرہہ اپنی ناکامیوں سے بوکھلا گیا۔ کعبہ کی عظمت کے خلاف اس کا خون کھولنے لگا۔ حسد کے شعلے اتنے بھڑک اٹھے کہ اس نے ان کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کعبہ اللہ کو گرانے کا مذموم ارادہ کر لیا۔

☆ ابرہہ (جبشی) والی یمن ایک کوہ پیکر ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے ساتھ ہاتھیوں کا لشکر جرا لیکر مکہ معظمہ پر چڑھائی کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ یہ خبر آگ کی طرح پورے عرب میں پھیل گئی۔

☆ ابرہہ نے اپنے لشکر کو وادیء مکہ میں ٹھہرا کر سواروں کے ایک دستہ کو مکہ اور اس کے قرب و جوار کو ہراساں کرنے کے لئے بھیجا۔ جو لوٹ مار کر کے دوسرے لوگوں کے ساتھ حضرت عبدالمطلب بن ہاشم کے سوانٹ بھی ہانک لایا۔

☆ قریش نے صورتحال دیکھ کر مقابلہ کے لیے مشورہ کیا لیکن ابرہہ کے لشکر کے سامنے کسی کی مدافعت کی ہمت نہ ہوئی۔ حضرت عبدالمطلب اُس وقت چونکہ قریش کے سردار تھے اس لئے ابرہہ نے اپنے ایک لشکری جس کا نام ”حناطہ“ تھا اور حمیرا رہنے والا تھا اسے حضرت عبدالمطلب کے پاس یہ فرمان دے کر بھیجا کہ ہم صرف کعبہ کو پامال کریں گے آپ کی جان و مال سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔ یہ فرمان سن کر حضرت عبدالمطلب اور اہل مکہ کے دل ڈوب گئے۔ حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹوں اور سرداروں کو لے کر سفیر کے ہمراہ ابرہہ کے پاس پہنچے ابرہہ نے وفد کی تعظیم کی اور حضرت عبدالمطلب کے تمام اونٹ واپس کر دیے حضرت عبدالمطلب نے ابرہہ کے سامنے تجویز پیش کی کہ تمام اہل تہامہ کا ۱۱۳ تاوان لے لیجیے لیکن کعبہ کی پامالی نہ کریں۔ ابرہہ نے یہ تجویز ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت عبدالمطلب ساتھیوں سمیت خاموش واپس آ گئے۔

☆ وہ رات انتہائی سیاہ تھی۔ حضرت عبدالمطلب اپنے ساتھیوں سمیت کعبہ میں حاضر ہوئے۔ ساری رات کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر اپنی بے بسی اور کعبہ کی حرمت کے لئے اپنے معبود سے دُعائیں کیں اور سب کو مکہ سے نکل کر پہاڑیوں میں چلے جانے کا کہا۔

☆ ابرہہ چاہتا تھا کہ وہ جلد سے جلد اس مہم سے فارغ ہو کر واپس چلا جائے چنانچہ اگلے ہی روز جب وہ کعبے کو مسمار کرنے کے لئے آگے بڑھا تو مغرب سے ننھے ابا بیلوں کے جھنڈ آئے جنہوں نے کنکریاں برسائیں اور ابرہہ سمیت پورا لشکر تباہ ہو گیا۔

☆ اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ الفیل پارہ ۳۰ میں بیان فرمایا ہے۔

☆ اور پھر اس واقعہ کے ٹھیک چالیس روز بعد اسلام و ایمان کی وہ کرن، وہ روشنی، وہ نور پھوٹا جسے ”احمد علیہ السلام“ اور ”محمد علیہ السلام“ کہتے ہیں۔

☆ حضرت محمد علیہ السلام ۱۲ ربیع الاول بمطابق ۱۲۲ اپریل ۵۷۱ عیسوی اور ۶۲۸ ہجری (بعض



- روایات میں ۹ اور بعض میں ۷ (ربیع الاول بھی ہے) صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔
- ☆ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت موسم بہار میں ہوئی۔
- ☆ دن سوموار کا تھا اور عام الفیل کا پہلا سال۔
- ☆ آپ ﷺ کے والد ماجد کا نام حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب بن عبدالمناف ہے۔ آپ کا انتقال حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے ۶ ماہ قبل ہو گیا۔ انتقال کے وقت حضرت عبداللہ کی عمر ۲۵ سال تھی۔
- ☆ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک سیدہ آمنہ بنت وہب ہے۔ حضرت عبداللہ اور سیدہ آمنہ دونوں قبیلہ قریش سے ہیں۔ اور صرف چوتھی پشت میں قصی بن کلاب سے جا کر حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کا شجرہ مل جاتا ہے۔
- ☆ ولادت کے چند روز تک (دو سے تین دن) حضور اکرم ﷺ نے والدہ کا دودھ پیا۔
- ☆ ولادت کے دو تین روز بعد آپ کے چچا ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔ انہیں محترمہ نے حضرت حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا۔ جو آپ ﷺ کے چچا تھے اور دودھ میں شرکت کی وجہ سے رضائی بھائی بھی بن گئے۔ حضرت ثویبہ نے گو آپ ﷺ کو چند روز دودھ پلایا لیکن آپ ﷺ کی محبت ان کے دل میں ایسی جم گئی کہ جب تک زندہ رہیں آپ ﷺ سے ملنے آتی رہیں۔
- ☆ آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں آپ کے چچا ابولہب نے انگلی کے اشارے سے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا۔
- ☆ حضرت خولہ نے بھی آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔
- ☆ آپ ﷺ کی ولادت کے ساتویں روز آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا عقیقہ کیا۔ اور آپ ﷺ کا نام محمد رکھا۔
- ☆ عرب دستور کے مطابق آپ ﷺ کی ولادت کے آٹھویں روز (بعض روایات میں ۴ مہینے بعد) آپ ﷺ کو قبیلہ ”بنو سعد“ کی ایک خاتون ”حلیمہ سعدیہ“ کے سپرد کیا گیا۔

یعنی حضرت حلیمہ سعدیہ کو آپ ﷺ کی ”دایا“ مقرر کیا گیا جو آپ ﷺ کو مکہ کے نواح میں قبیلہ ”بنو سعد“ کے گاؤں لے گئیں۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ سیدہ آمنہؓ قبیلہ بنو سعد کی کسی دایہ کیلئے چشم براہ تھیں۔ جن کی محترمات کو بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت میں خصوصی ملکہ تھا۔ بنو سعد کی بہت سی دایاں اس سال بھی مکہ معظمہ پہنچیں۔ لیکن وہ یتیم بچوں کو مالی منفعت نہ ہونے کے پیش نظر لینے کیلئے تیار نہ تھیں۔ بی بی آمنہؓ کے اس عظیم ترین فرزند کے یتیم ہونے کی وجہ سے بھی کسی دایہ نے یہاں آنے کی تکلیف ہی نہیں کی یہاں تک کہ حضرت حلیمہ بھی پہلی بار آپ ﷺ کو یتیم جان کر چھوڑ گئیں۔ لیکن سعادت جب مقدر میں لکھی جا چکی ہو تو ٹلتی کیسے۔ کوئی دوسرا شیر خوار بچہ نہیں ملا۔ اور ان کے ساتھ کے قافلہ نے واپسی کی تیاریاں بھی کر لیں۔ تب حلیمہ سعدیہ نے اپنے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ سے کہا مکہ مکرمہ سے خالی ہاتھ جانا انتہائی ندامت کا باعث ہوگا۔ اگر آپ مشورہ دیں تو میں بنو ہاشم کے یتیم (ﷺ) ہی کو لے لوں۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ اس فیصلہ کے علاوہ تم کوئی اور فیصلہ کیا کر سکتی ہو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمارے لیے باعث برکت بنا دے چنانچہ حضرت حلیمہ آئیں اور بی بی آمنہ کے در یتیم کو ساتھ لے کر قافلہ کے ساتھ صحرا کی طرف روانہ ہو گئیں۔

☆ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں میں نے جیسے ہی رحمتِ دو عالم ﷺ کو گود میں لیا اس گھڑی سے برکات کی بارش ہونا شروع ہو گئی۔ گھر پہنچی تو میری بکریاں پہلی غداء ہی سے فر بہ ہو گئیں اور ان کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ آپ ﷺ نے شیر خوارگی کے ابتدائی دو سال صحرا کی وسعتوں میں گزارے۔ حضرت حلیمہؓ آپ ﷺ کو دودھ پلاتیں اور ان کی بیٹی ”شیماء“ آپ ﷺ کو کھانا کھلاتی تھیں۔

## دوسرے سے تیسرا سال

572 تا 573 عیسوی

☆ دوسرے سال کے اختتام پر دو سال مکمل اور رضاعت پوری ہونے پر تیسرے سال کے شروع میں حضرت حلیمہ سعدیہ آپ ﷺ کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس حسب دستور واپس لائیں۔ لیکن مکہ میں چونکہ ایک شدید وبا پھیلی ہوئی تھی جس سے مکہ میں بہت سی ہلاکتیں ہوئیں۔ چنانچہ حضرت آمنہ کے کہنے اور حضرت حلیمہ کے اپنے اصرار پر ایک مرتبہ پھر حضرت حلیمہ ان کو واپس اپنے ساتھ لے آئیں۔

☆ شاید اس میں مشیت ایزدی یہ تھی کہ آپ ﷺ صحرا کی کھلی وسعتوں میں مزید پروان چڑھیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آپ ﷺ نے اپنے بچپن کا بڑا حصہ اپنی رضاعی والدہ والدہ اور بہن بھائیوں کے ساتھ گزارا۔

☆☆☆

## ولادت کا چوتھا سال

☆ ۵۷۵ عیسوی میں جب ابھی ہمارے رسول ﷺ بہت چھوٹے تھے۔ تب قبیلہ بنی سعد کے محلہ میں آپ ﷺ کے ساتھ شق الصدر یعنی سینہ چاک ہونے کا عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔

☆ واقعہ شق صدر کی تفصیلات یہ ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ اپنے خیمے کے پیچھے بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ دو سفید پوش شخص آئے انہوں نے آپ ﷺ کو اٹھایا، ایک طرف لٹایا، آپ ﷺ کے سینے کو چیر کر اس میں سے کچھ نکالا یہ سب دیکھ کر ان کا رضاعی بھائی بھاگا ہوا خیمہ کے اندر آیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس کے بعد حضرت حلیمہ اپنا اور شوہر کا بیان ان الفاظ میں ادا کرتی ہیں۔ ”جب ہم وہاں پہنچے تو آپ ﷺ کھڑے تھے آپ ﷺ کے چہرے پر خوف کے واضح آثار تھے پہلے میں نے پھر ان کے باپ نے انہیں اپنے سینے سے لگایا۔ اور دونوں نے ایک ساتھ دریافت کیا۔ اے ہمارے فرزند! یہ کیا ہوا؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ دو سفید پوش براق سوارا جنبی میرے پاس آئے اور مجھے زمین پر لٹا کر میرا سینہ چیرا پھر وہ میرے سینے کے خلا میں سے کچھ تلاش کرتے رہے۔ وہ کیا تھا مجھے معلوم نہیں! یہ سن کر حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر اپنے خیمہ میں واپس آئے۔ شوہر نے خوفزدہ ہو کر کہا کہیں اس بچے کو آسیب نہ ہو گیا ہو۔ اسی خوف میں وہ آپ ﷺ کو سیدہ آمنہ کے پاس مکہ لے آئے۔

☆☆☆

## ولادت کا چھٹا سال

577 عیسوی، 46 قبل ہجری

☆ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک تقریباً ۶ سال ہوئی تو آپ ﷺ کی دایہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے آپ ﷺ کو واپس حضرت آمنہ کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ دوبارہ اپنی والدہ ماجدہ کی پرورش میں آ گئے۔

☆ آپ ﷺ کی واپسی کے کچھ عرصے بعد حضرت آمنہ نے آپ کو اپنے تنہیال یعنی ماموؤں کو ملوانے اور والد حضرت عبداللہ کی قبر کی زیارت کے لیے ہمراہ لے کر مدینہ کا پہلا سفر کیا۔ اس سفر میں بی بی ام ایمن بھی ان کے ہمراہ تھیں۔ جب سیدہ آمنہ آپ ﷺ کو ہمراہ لیے اپنے قبیلے نجار لائیں تو مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے آپ کی والدہ نے وہ مکان آپ ﷺ کو دیکھایا جہاں آپ ﷺ کے والد گرامی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو والد کے مزار پر لے گئیں۔

☆ مدینہ میں ایک مہینہ قیام کے بعد واپسی کا قصد کیا۔ جب حضرت آمنہ آپ ﷺ کو ہمراہ لیے واپسی کا سفر کر رہیں تھیں تو مدینہ سے ۴۳ میل دور ”ابواء“ کے مقام پر اچانک آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ جناب آمنہ کو ابواء ہی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اب صرف حضرت ام ایمن باقی رہ گئیں۔ آپ ﷺ نے مکہ کی طرف باقی سفر حضرت ام ایمن کے ساتھ کیا۔

☆ والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو اپنی پرورش میں لے لیا۔ حضرت عبدالمطلب اپنے پوتے کی تربیت پر ذاتی توجہ دیتے۔ جس میں انہوں نے کبھی کمی نہ آنے دی۔ حضرت عبدالمطلب خود قریش کے سردار مکہ کے حکمران تھے۔ کعبہ کے سامنے قریش کیلئے جو فرش بچھائے جاتے اس کے درمیان میں

حضرت عبدالمطلب تشریف فرما ہوتے۔ اور کناروں پر ان کے دوسرے صاحبزادے ادب اور قرینے سے تشریف فرما ہوتے۔ مگر جب حضرت محمد ﷺ تشریف لاتے بلا جھک حلقہ سے گزر کر دادا کے پاس چلے آتے اور وہ انہیں اپنے قریب جگہ دیتے۔ غرض حضرت عبدالمطلب نے تمام زندگی آپ ﷺ سے بے پناہ محبت کی۔



## آنحواں سال

579 عیسوی 44 قبل ہجری

- ☆ جب آقا علیہ السلام کی عمر مبارک ۸ سال ۲ ماہ اور ۱۰ دن ہوئی تو آپ ﷺ کے پیارے دادا حضرت عبدالمطلب بھی ۵۷۹ عیسوی بمطابق ۴۴ قبل ہجری اللہ کو پیارے ہو گئے۔
- ☆ دادا کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔ اور آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے مفلوک الحالی کے باوجود یہ ذمہ داری اپنی آخری سانس تک نبھائی۔



## ولادت کا بارہواں سال

582 عیسوی

- ☆ جب ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی عمر مبارک ۱۲ سال ۲ ماہ ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے غمخوار چچا حضرت ابوطالب کے ہمراہ ملک شام کا پہلا سفر کیا۔ قافلہ جب ”بصرہ“ کے مقام پر پہنچا اور اُس وقت کے مشہور عیسائی راہب ”بجیری“ سے جب آپ ﷺ کا آنا سا منا ہوا تو راہب بجیری نے آپ ﷺ کے اوصاف دیکھتے ہوئے آپ ﷺ کے آخری رسول ہونے کی پیش گوئی کی کہ یہ سید العالمین ہیں اور رب العالمین کے رسول ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔
- ☆ راہب بجیری نے حضرت ابی طالب سے بااصرار کہا کہ آپ ان (نبی اکرم ﷺ) کو شام نہ لے جائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہودیوں کے عالم بھی ان میں نبوت کے آثار بھانپ لیں اور خدا نخواستہ ان کو نقصان پہنچائیں۔
- ☆ شام کے اس سفر نے آپ ﷺ کو بہت سے نئے تجربات سے روشناس کیا۔
- ☆ مہینوں کے اس سفر میں پہلی بار آپ ﷺ نے گھر سے اتنی دور مشکل حالات میں رہنا سیکھا۔
- ☆ صحرا کی بے پایاں وسعتیں دیکھیں۔
- ☆ وادی القرئی کے قریب سے گزرے۔
- ☆ قوم ثمود کی تباہ شدہ بستیاں اور عبرتناک کھنڈر دیکھے۔
- ☆ شام میں آ کر پہلی بار آپ ﷺ نے مسیحی پیشواؤں کو دیکھا۔
- ☆ آتش پرست اور زر پرست علماء سے مسیحی عالموں کے مکالمات سُنے۔
- ☆ ان تمام مشاہدات و عالمی مباحث نے آپ ﷺ کو حق پہنچانے میں مدد فرمائی۔

☆☆☆☆



## ”جنگِ فجار میں پہلی اور دوسری مرتبہ شرکت“

10 ویں سے 15 واں سال (580-85 عیسوی)

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ۱۲-۱۰ سال ہوئی تو آپ ﷺ نے جنگِ فجار میں پہلی مرتبہ شرکت فرمائی اور پھر کچھ عرصہ بعد جنگِ فجار دوم میں بھی شرکت فرمائی۔

### تفصیلات:

- ☆ عربوں میں چار مہینے ذیقعد ذالحج، محرم اور رجب حرمت والے مہینے ہوتے ہیں۔
- ☆ اسلام سے پہلے ان چار مہینوں میں مختلف میلے اور محفلیں جعتی تھیں۔
- ☆ ”مقامِ نخلہ“ شہر طائف کے درمیان یکم ذیقعد سے ۲۰ ذیقعد تک ”سوق العکاظ“ کا میلہ لگتا۔
- ☆ جبکہ ”سوق ذی الجواز“ بازار عرفات موضع کبک کے قریب لگتا تھا۔
- ☆ ”سوق الجنہ“ کا میلہ بھی مکہ میں ہوتا تھا۔
- ☆ ان میلوں میں فرضی عشقیہ داستانیں بیان کی جاتیں۔
- ☆ فنونِ جنگ اور اپنی اپنی بہادری کے قصے بیان کیے جاتے۔
- ☆ ان بازاروں میں یہود و نصاریٰ عالم اپنے اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے اور بت پرستی کی مزمت کرتے ساتھ ساتھ توریت و انجیل کی تعلیم پر بھی زور دیتے۔
- ☆ آپ ﷺ اپنے چچا کے ساتھ ان بازاروں اور میلوں میں جاتے اور یہ سب دیکھتے اور مشاہدہ کرتے۔
- ☆ اس طرح سنِ رشد کے قریب ہی آپ ﷺ کو ایک جنگ میں بھی شرکت کا موقع ملا۔
- ☆ اس جنگ میں ایک طرف آپ ﷺ کے اجداد قریش اور دوسری طرف باقی عرب قبائل آمنے سامنے تھے۔

- ☆ اس خونی معرکہ کو تاریخ ”حرب الفجار“ کا نام دیتی ہے۔
- ☆ جنگِ فجار اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ۔ یہ ان محترم مہینوں میں شروع کی گئی جن میں عرب جنگ تو ایک طرف بحث و تکرار بھی نہیں کرتے تھے۔
- ☆ اس جنگ کی وجہ یہ بنی کہ نعمان بن مندروالئی غسان ہر سال مشک و کستوری لیکر عکاظ کے میلے میں آتا تھا یہاں سے واپسی پر چمڑا، رسی اور یمن کی زربفت کے کپڑے کے تھان خرید کر حیرہ لے جاتا تھا۔
- ☆ ایک شخص براض بن قیس نے والئی غسان نعمان کی طرف خط بھیجا کہ وہ اس قافلہ کی نگرانی کا قبالہ انہیں لکھ دے۔
- ☆ دوسری طرف عروہ بن عتبہ ہوا زنی نے بھی امیر غسان پر نمبرداری جمانے کے لئے لکھا کہ قافلہ کو میں نجد کی راہ سے حجاز پہنچا دیا کروں گا۔ نعمان نے براض کی درخواست مسترد کر دی اور عروہ ہوا زنی کو راہداری سونپ دی۔ براض نے طیش میں آ کر عروہ کو قتل کر دیا اور تمام ساز و سامان و افراد کو قبضے میں کر لیا۔ براض نے اس پر بس نہیں کی بلکہ ”ابوحازم“ کے ذریعے قریش کو مخبری کرادی کہ قبیلہ ہوا زن والے اپنے مقتول کا بدلہ لینے کے لئے حملہ کرنے والے ہیں۔ جب قریش کو خبر پہنچی اتنی دیر میں ہوا زن کا ایک گروہ قریش پر ٹوٹ پڑا لیکن قریش آنکھ جھپکنے کی مدت میں حدود حرم میں داخل ہو گئے۔ ہوا زن کا حملہ اس وجہ سے ناکام رہا۔ لیکن ہوا زن لوٹتے ہوئے قریش کو اگلے سال عکاظ کے موقع پر جنگ کی دھمکی دے گئے۔ اور ہوا بھی یہی۔ یہ لڑائی یعنی جنگِ فجار مسلسل ۴ سال تک ایام حرام میں جاری رہی۔ آخر کار خانہ بدوش قبائل کی پیش کردہ شرائط پر ختم ہوئی۔
- ☆ روایت کے مطابق حضور ﷺ کی عمر اس جنگ کے وقت ۱۲ سے ۱۴ تھی (بعض روایات میں ۱۰ اور بعض میں ۱۵ سال بھی بتائی جاتی ہے)۔



## سولہواں (16) سال

15-16 سال

﴿ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک تقریباً ۱۶ سال ہوئی تو آپ ﷺ جنگِ فجار کے چار ماہ بعد حلفِ الفضول میں شریک ہوئے۔

☆ حربِ فجار سے فارغ ہو کر قریش نے جب اپنا اجتماعی جائزہ لیا تو خاندان کے بعض افراد میں جاہ و منصب کا جنون نظر آیا۔ چنانچہ سب کے سب اسے قوم کے زوال کی اولین علامت سمجھ کر بہت دل گرفتہ ہوئے۔

☆ قریش کی یہ حالت حضرت ہاشم اور حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد ہوئی۔ پھر انہیں یہ بھی پتا چلا کہ اغیار بھی مکہ معظمہ پر بڑی طرح نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔

☆ ایک دن حضرت عبدالمطلب کے بیٹے زبیر کی کوششوں سے تمام قریش جمع ہوئے جن میں بنو ہاشم، بنو زہرہ اور بنو تیم غرض قریش کی سبھی شاخیں شامل ہوئیں۔ یہ اجتماع عبد اللہ بن جدعان کے گھر ہوا۔ طعام کے بعد تمام شرکاء نے یک زبان ہو کر ایک حلف لیا کہ جب تک ہر مظلوم کو اس کا حق نہیں مل جاتا اس وقت تک اس کی مدد جاری رکھی جائے گی۔

☆ اس حلف کو حلفِ الفضول کہتے ہیں۔ اس عہد اور حلف میں آپ ﷺ بھی شریک تھے۔

☆ نبوت کے بعد ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں ابنِ جدعان کے ہاں جس معاہدہ (حلفِ الفضول) میں شامل تھا۔ اگر اس میں شرکت سے منع کرنے پر مجھے سرخ اونٹوں کا ایک ریوڑ بھی دیا جاتا تو میں اسے قبول نہ کرتا۔ آج بھی اگر اس قسم کے معاہدہ کی مجلس ہو اور مجھے بلا یا جائے تو میں اس میں شرکت کی دعوت قبول کرنے میں ذرا تامل نہیں کروں گا۔“ یہ ہے حلفِ الفضول کی اہمیت حضور ﷺ کی نظر میں۔

☆☆☆

17 ویں سے 24

واں سال

- ☆ حضرت محمد ﷺ اپنے ذاتی عظمتِ نفس کی تاثیر کے سبب اہل مکہ کے تمام غیر اخلاقی مشاغل سے دور رہتے۔
- ☆ جن مشاغل سے آپ ﷺ کے غور و فکر نے تقویت حاصل کی ان میں ایک ”چرواہا“ پن بھی تھا آپ ﷺ نے قریش اور دوسرے اہل مکہ کی بکریاں مزدوری پر چرائیں۔
- ☆ ایک مرتبہ عہد رسالت میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جس کو نبوت کے منصب پر سرفراز فرمایا اُس نے بکریاں ضرور چرائیں۔ حضرت موسیٰ اور داؤد نے بھی یہ کام کیا۔ میں بھی اپنے خاندان کی بکریوں کے ریوڑ کو مکہ معظمہ کی ”اجیاد“ نامی پہاڑی پر چراتا رہا۔“
- ☆ یاد رہے غلہ بانی آپ ﷺ حضرت خدیجہ کا مال تجارت شام لیجانے سے پہلے فرماتے رہے۔

☆☆☆

## آقا علیہ السلام کی ازواج مطہرات

(أمہات المؤمنین)

﴿ آقا علیہ السلام کی گیارہ یا بارہ ازواج مطہرات تھیں جن کے اسماء گرامی

درج ذیل ہیں:

- (۱) أم المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ۔
- (۲) أم المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہؓ۔
- (۳) أم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیقؓ۔
- (۴) أم المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ بن خطاب۔
- (۵) أم المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ۔
- (۶) أم المؤمنین حضرت أم سلمہ بنت امیہ ابن المغیرہ۔
- (۷) أم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش۔
- (۸) أم المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث۔
- (۹) أم المؤمنین حضرت صفیہ بنت حی۔
- (۱۰) أم المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث۔
- (۱۱) أم المؤمنین حضرت أم حبیبہ بنت ابوسفیان (ان کو رملہؓ بھی کہتے ہیں)۔

(۱۲) أم المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون۔

﴿ بعض روایات میں حضرت ہند بنت ابی امیہ اور حضرت ریحانہ بنت

زید کے اسماء بھی آتے ہیں۔

## پچیسواں (25) سال

595 عیسوی

☆ ولادت کے پچیسویں سال آپ ﷺ حضرت خدیجہ کا مال تجارت لیکر ملک شام تشریف لے گئے۔ یہ ملک شام کی طرف آپ ﷺ کا دوسرا سفر تھا۔ اس سفر میں آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ بھی تھا۔ اس سفر میں آپ ﷺ کی وساطت سے حضرت خدیجہ کو کثیر منافع ہوا۔ واپسی پر میسرہ نے حضرت خدیجہ کو آپ ﷺ کی امانت، دیانت، صداقت اور تجارت میں شفاف لین دین کے بارے میں بتایا۔ آپ ﷺ کی نیک عادات و اوصاف حمیدہ سے حضرت خدیجہ پہلے ہی متاثر تھیں۔ واپسی پر بھاری منافع اور فصیح زبان میں جب حضور ﷺ سے بالمشافہ سفر کی روداد سنی تو مکمل طور پر گرویدہ ہو گئیں۔

☆ حضرت خدیجہ نے آپ ﷺ کی عظیم شخصیت سے متاثر ہو کر آپ ﷺ کو اپنی ہمیشہ (بعض روایات میں منہ بولی بہن) بی بی نسیہ کے ذریعے نکاح کا پیغام بھجوایا۔ جسے آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کے مشورے سے قبول فرما لیا۔ چنانچہ ۲۵ سال ۲ ماہ کی عمر مبارک میں آپ ﷺ کا نکاح ام المومنین حضرت خدیجہ سے ہو گیا۔ حضرت خدیجہ کی شخصیت اور خاندانی پس منظر کی تفصیلات کچھ یوں ہیں:

- ☆ حضور ﷺ سے نکاح مبارک سے پہلے حضرت خدیجہ کا عقد دومرتبہ پہلے بھی ہو چکا تھا۔ حضرت خدیجہ بہت اعلیٰ صفات کی مالک تھیں۔ حضرت خدیجہ اکیلی مکہ کی تجارت کی بڑے حصہ کی وارث تھیں۔
- ☆ خاندانی عظمت و شرافت کے اونچے مقام پر فائز تھیں۔
- ☆ اُس وقت کے بڑے مسیحی عالم ورقہ بن نوفل کی چچا زاد بہن تھیں۔ یہ وہی ورقہ بن نوفل ہے جنہوں نے وحی کے بعد آپ ﷺ کے نبی ہونے کی تصدیق کی۔
- ☆ عرب کی امیر ترین خاتون تھیں۔
- ☆ نکاح کے وقت حضرت خدیجہ کی عمر تقریباً ۴۰ سال تھی۔
- ☆ سال پیدائش: ۵۵۵ عیسوی
- ☆ حضور ﷺ کی ولادت کے وقت ۱۵ سال کی تھیں۔
- ☆ حضرت خدیجہ کے والد کا نام: خویلد بن اسد
- ☆ والدہ کا نام: فاطمہ
- ☆ قبیلہ: عبدالعزیٰ بن قصی
- ☆ حق مہر: ۵۰۰ درہم
- ☆ آپ ﷺ کی شریک حیات رہیں: ۲۵ سال
- ☆ وفات: ۱۱ رمضان ۱۰ نبوی میں ہوئی
- ☆ وصال کے وقت عمر: ۶۵ سال
- ☆ مدفون: جعون جنت المعلیٰ مکہ میں
- ☆ حضرت خدیجہ کے وصال کے وقت ابھی نماز جنازہ کا حکم نہیں ہوا تھا۔ اس لئے آپ کی نماز جنازہ ادا نہیں کی گئی۔

## آقا ﷺ کی اولاد مبارک

آقا ﷺ کے سات بچے تھے۔ جن میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں

آقا ﷺ کی صاحبزادیوں کے اسماء گرامی۔

☆ حضرت زینبؓ

☆ حضرت رقیہؓ

☆ حضرت ام کلثومؓ

☆ حضرت فاطمہؓ

آقا ﷺ کے صاحبزادوں کے اسماء گرامی۔

☆ حضرت قاسمؓ (پہلے بیٹے حضرت قاسمؓ کی نسبت سے ہی آپ کی کنیت ”ابوالقاسم“

تھی۔)

☆ حضرت عبداللہؓ

☆ حضرت ابراہیمؓ

آقا ﷺ کی تمام اولاد ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھی۔

☆ صرف ”حضرت ابراہیمؓ“ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

☆ آقا ﷺ کی تمام اولاد پاک کا وصال آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی ہو گیا،

☆ ماسوائے حضرت فاطمہؓ کے۔ حضرت فاطمہؓ آقا ﷺ کی وفات سے ۶ ماہ بعد

وفات پاگئیں۔

☆☆☆



## 26 سے 32 واں سال

- ☆ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے ۲۶ سے ۳۲ ویں سال تک کچھ ایام میں تجارت فرمائی۔
- ☆ تاریخ کی متعدد کتابوں کے مطابق آپ ﷺ تجارت کے لیے بحر ہند اور بحیرہ روم کے درمیان سفر فرماتے رہے۔
- ☆ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے تمام معاشرتی بھلائی کے کاموں میں حصہ لیا۔
- ☆ جب ہر طرح کے کام کاج نے بھی اطمینان قلبی نہ دیا تو پھر آپ ﷺ نے عبادت میں مشغولیت زیادہ فرمادی۔



## تینتیسویں سے چونتیسواں (33-34) سال

7 سال قبل نبوت

﴿ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۳ سال ہوئی، تو نبوت سے پہلے آپ ﷺ کے سامنے پوشیدہ رازوں سے پردہ اٹھنا شروع ہو گیا۔ اور آپ ﷺ کو سچے خواب آنے شروع ہو گئے۔

☆ تینتیسویں (۳۳) سال میں آپ ﷺ نے غار حرا میں عبادت بہت بڑھادی۔

☆ تینتیسویں (۳۳) سال سے آپ ﷺ کی عظیم ریاضت کے ثمرات نمودار ہونے

شروع ہو گئے۔

☆ بہت سے آفاقی رازوں سے پردہ خود بخود اٹھنے لگا۔

☆ حضور اکرم ﷺ سوتے میں جو خواب ملاحظہ کرتے۔ جاگتے میں وہ روز روشن کی

طرح عیاں ہو جاتے۔

☆☆☆

## پینتیسواں (35) سال

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال ہوئی تو، بیت اللہ کی دوبارہ تعمیر کی گئی۔ اُس وقت حجرہ اسود کی تنصیب کے لیے قبائل کے درمیان یہ مسئلہ شدت اختیار کر گیا، کہ یہ اعزاز کون حاصل کرے۔ چنانچہ، ثالثی کا اختیار حضور اکرم کو دیا گیا۔ اس اہم مسئلے کو آپ ﷺ نے نہایت خوش اسلوبی سے حل کیا۔

### تفصیلات:

- ☆ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک کا (۳۵) واں سال تھا تو اچانک سیلاب کی وجہ سے کعبہ کی دیواروں میں شگاف پڑ گیا۔
- ☆ لیکن کوئی اس ڈر سے اس کو ڈھانے یا نیا تعمیر کرنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں اس سے اللہ کا عذاب نازل نہ ہو جائے۔
- ☆ لیکن مجبوری یہ تھی کہ کعبہ کی دیواریں گر سکتی تھیں۔ آخر کار تعمیر کا فیصلہ کر لیا گیا۔
- ☆ مصر کے ایک تاجر کی کشتی تھپڑے کھاتی ساحلِ جدہ پر آ گئی۔
- ☆ اس کشتی کا مالک ”باقوم“ نجاری یعنی ”تعمیر“ کا کام بھی جانتا تھا۔ چنانچہ معاملہ طے کر کے اُسے بھی ساتھ لے آئے۔
- ☆ مکہ معظمہ میں ایک قبلی بڑھئی پہلے ہی سے موجود تھا۔
- ☆ چنانچہ قریش نے اطرافِ کعبہ کو ۴ حصوں میں تقسیم کر کے الگ الگ حصوں میں بانٹ دیا۔
- ☆ تعمیر کے فیصلے کے بعد کوئی کعبہ کی دیواریں گرانے کی ہمت نہیں کر رہا تھا۔

- ☆ آخر ولید بن مغیرہ نے ہمت کی اور اپنے معبود کا نام پکارا اور ”رُکنِ یمانی“ کا کچھ حصہ گرا دیا۔
- ☆ سب سہمے ہوئے عذاب الہی کے منتظر تھے لیکن انہیں صحیح سلامت دیکھ کر سب کا حوصلہ بڑھا اور کعبے کی دیواریں گرانے کا کام شروع ہو گیا۔ سلیس ہٹانے کے کام میں آپ ﷺ بھی موجود تھے۔
- ☆ اچانک زمین سے ایک سبز رنگ کا پتھر گڑھا ہوا ملا۔ جس پر جب کدال ماری جاتی، کدال الٹی ہو جاتی۔
- ☆ جب بہت کوشش کے بعد بھی یہ پتھر نہ ہٹایا جاسکا تو اسی جگہ کو کعبہ کی حدود بنیاد قرار دے کر کعبہ کی تعمیر شروع کر دی گئی۔
- ☆ دیواروں کی تعمیر کے لیے قریمی پہاڑی سے نیلے رنگ کے پتھروں کو تراش کر لایا گیا۔
- ☆ جب دیواریں مکمل ہوئیں تو حجرہٴ اسود کی تنصیب پر اختلاف ہو گیا۔
- ☆ ہر قبیلہ اس کی تنصیب میں خود کو خصوصی حقدار ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگا۔
- ☆ جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔
- ☆ بنو عبدالدار اور بنو عدی دونوں خاندانوں کے افراد نے حلف اٹھایا اگر کسی اور نے یہ کام کرنے کی کوشش کی تو گوارا نہ ہوگا۔
- ☆ صرف حلف پر ہی بس نہیں کی۔ بلکہ معاہدے کو مضبوط کرنے کے لیے جاہلیت کی پرانی رسم کے مطابق ایک پیالے میں خون بھر کر ہر ایک نے اس میں انگلیوں کے پور ڈبو دیے۔ ایسا حلف زمانہٴ قدیم سے بعقۃ الدم کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔
- ☆ ۷۰ سالہ ولید بن مغیرہ جن کی بہت عزت تھی یہ رنگ دیکھ کر دنگ رہ گئے اور تجویز پیش کی کہ ”کہ کل صبح پہلا جو شخص باب الصفاء کی جانب سے کعبے میں داخل ہو اُس کا فیصلہ تسلیم کر لیا جائے۔“ جسے سن کر سب نے اپنی تلواریں نیام میں کر لیں۔
- ☆ دوسرے دن صبح کے وقت سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ

- ☆ کو دیکھتے ہی سب یک زباں پکار اٹھے: ”یہ امین ہیں ہمیں ان کا فیصلہ منظور ہے۔“
- ☆ آپ ﷺ نے ہر فریق کے بیان کو غور سے سنا، آگ بڑھکنے کا ڈر تھا۔ آپ ﷺ نے کچھ دیر سوچنے کے بعد فیصلہ صادر فرمایا۔ جو کہ واقعی دانائے سبل کا فیصلہ تھا۔
- ☆ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک چادر لاؤ۔“ چادر لائی گئی۔ تب آپ ﷺ نے چادر کو زمین پر بچھا کر حجرہ اسود اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس پر رکھ دیا اور فرمایا ”ہر خاندان کا سردار چادر کو کناروں سے پکڑ کر جائے تنصیب کے قریب لے جائے۔“ سب چادر پکڑ کر حجرہ اسود کی تنصیب والی جگہ کے پاس لے آئے۔
- ☆ حجرہ اسود اپنے مقام کے قریب پہنچ گیا تو سید البشر حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اٹھا کر نصب فرما دیا۔ اور ایک بہت بڑا فتنہ آپ ﷺ کی اعلیٰ تدبیر سے ختم ہو گیا۔

☆ آقا ﷺ کی پیاری حضرت فاطمہؑ کی ولادت بعثت سے ۵ سال پہلے ۶۰۵ عیسوی میں ۲۰ جمادی الثانی، مکہ میں ہوئی۔ (بعض روایات ۵ نبوی کی بھی ہیں)۔

☆ عام عرب دستور کے برعکس حضرت فاطمہؑ کی پرورش گھر میں خود حضرت محمدؐ اور حضرت خدیجہؑ نے کی۔ حضرت خدیجہؑ کے انتقال کے بعد آقا ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت اسدؑ کو یہ ذمہ داری سونپی اور حضرت فاطمہ بنت اسدؑ کی وفات کے بعد حضرت ام سلمہؑ کو حضرت فاطمہؑ کی تربیت پر مامور کیا گیا۔

☆☆☆

## چھتیسویں سے اڑتیسواں (38) سال نبوت کے ابتدائی مراحل

- ✦ عمر مبارک کے ۳۸ ویں سال کے آغاز سے نبوت کے ابتدائی مراحل کا آغاز ہوا۔
- ☆ غار حرا میں آپ ﷺ کی مشغولیت بہت زیادہ بڑھ گئی۔
- ☆ آقا ﷺ نے صرف اور صرف خدائے واحد کی عبادت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔
- ☆ غور و فکر اور تدبیر میں بہت زیادہ گہرائی اور سنجیدگی آ گئی۔
- ☆ نیند بالکل کم ہو گئی۔
- ☆ بھوک پہلے سے کم ہو گئی۔ آقا ﷺ زیادہ تر روزہ رکھتے۔
- ☆ آقا ﷺ پر انوار و تجلیات کی برسات ہونے لگی۔

☆☆☆

## بعثت کا پہلا سال - اعلان نبوت

40 واں سال (610ء)

آقا ﷺ کی عمر مبارک ۴۰ سال ہوئی تو ۱۸ رمضان المبارک (بعض روایات ۹ ربیع الاول ۲ فروری ۶۱۰ء کو جب آپ ﷺ غار حرا میں مصروف عبادت تھے، وحی کی مبارک گھڑی آگئی، اچانک حضرت جبرائیلؑ نمودار ہوئے اور فرمایا۔ خوشخبری ہو آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ اس کے بعد حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ سے عرض کی اِقراء (پڑھیے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ما انا بقاری“ (میں پڑھنا نہیں جانتا)۔ حضرت جبرائیلؑ نے پھر کہا پڑھیے۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ روح الامین حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو تیسری بار، سینے سے لگا کر بھینچا اور عرض کی پڑھیے۔ اور پھر حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو اللہ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ یعنی پارہ ۳۰ کی سورۃ علق کی آیات اسے ۵ تک آپ ﷺ کے قلب اطہر پر اتاریں۔ آپ ﷺ کی زبان اطہر سے وہ الفاظ جاری ہو گئے جو جبرائیلؑ اللہ کی طرف سے لے کر آئے تھے۔

اقْرَأْ بِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ  
الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

ترجمہ: ”پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جنمے ہوئے لہو سے پیدا کیا۔ ہاں پڑھیے کہ آپ کا پروردگار وہ صاحب کرم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے انسان کو ایسا علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔“

غار حرا میں پہلی وحی کے نزول کے بعد، حضور ﷺ پر حضرت جبرائیلؑ کو اصلی حالت میں دیکھ کر جو دہشت طاری ہوئی اور اللہ کے پیغام کے بعد جو کیفیت ہوئی اُس نے آپ ﷺ کے دل و دماغ پر بہت اثر کیا۔ حضور ﷺ گھر تشریف لائے اور

حضرت خدیجہ سے فرمایا ”مجھے جلدی سے کپڑا اوڑھا دو۔“ بدن پر کپچی تھی جیسے بخار آگیا ہو۔ ذرا دیر بعد سکون آیا۔ اور حضرت خدیجہ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ”اے خدیجہ مجھ پر کیا بیتی۔“ پھر سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ اُم المومنین حضرت خدیجہ اپنے وقت کے عظیم دانشور عالم و فاضل اور چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور انہیں آپ ﷺ کی فرشتے سے ہونے والی بات چیت سوال جواب فرشتے کا آپ ﷺ کو گلے لگانا سب ماجرہ کہہ سنایا۔ ورقہ بن نوفل تمام تفصیل سننے کے بعد کچھ دیر خاموش رہے اور پھر خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔ ”قسم ہے پاک اللہ عزوجل کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اے خدیجہ اگر یہ سچ ہے جو آپ نے کہا تو یہ وہی ناموس اکبر ہے یعنی وہی فرشتہ مکرم ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تھا۔ اے خدیجہ آپ کے شوہر اس امت کے نبی ہوں گے، ان سے میری طرف سے عرض کیجیے کہ مصائب میں ثابت قدم رہیں۔“

حضرت خدیجہ گھر واپس تشریف لائیں۔

آپ ﷺ تا حال محو خواب تھے۔ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کو سیدہ خدیجہ نے ابھی ایک لمحہ نظر بھر کر دیکھا ہی تھا کہ آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک پر کپچی سی طاری ہو گئی۔ پیشانی سے پسینے کے قطرے ٹپکنے لگے اور پھر اچانک جاگ اٹھے۔ گویا یہ نزول وحی مکرم کا رد عمل تھا۔ اس بار فرشتہ مکرم نے مندرجہ ذیل آیات پڑھیں اور یاد کرائیں۔

سورۃ المدثر، پارہ ۲۹ پہلی آیت سے ساتویں آیت۔ اے محمد ﷺ چادر اوڑھ

کر سونے والے اٹھو اور ہدایت کرو۔

آپ ﷺ اٹھے حضرت خدیجہ نے فرمایا ابھی کچھ دیر اور آرام فرما لیجئے۔ آقا ﷺ نے کہا آرام کا زمانہ گزر گیا۔ اب عمل کا وقت آ گیا ہے۔ حضرت خدیجہ نے آپ ﷺ کی سب سے پہلے تصدیق فرمائی۔ اور ایمان لانے والوں میں سب سے آگے ایک



خاتون آپکی اہلیہ محترمہ کے طور پر عظیم ترین اعزاز حاصل کیا۔ (حیات محمد)  
 وقت گزرا وحی میں وقفہ ہوا۔ وقفہ طویل ہوتا گیا اضطراب بڑھا اور یہاں تک بڑھا کہ  
 ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے کوہ حرایا ابو قیس کی چوٹی سے خود کو گرانے کا  
 ارادہ بھی کیا۔ کہ ایسی عظیم نعمت و اعزاز ملنے کے بعد اس سے محروم زندگی کا کیا  
 لطف۔ آنحضرت ﷺ کے اس اضطراب اور پریشانی کو دیکھ حضرت خدیجہ بھی بتلائے  
 غم رہنے لگیں۔ آنحضرت ﷺ اسی کشمکش میں تھے کہ وحی کا نزول ہوا۔ اس بار سورۃ  
 الضحیٰ (پارہ ۳۰) مکمل نازل ہوئی۔ وحی کی تجدید کیا ہوئی، جیسے زندگی میں روشنی پھیل  
 گئی اور وحی بھی ایسی کہ تمام شکوک ختم ہو گئے، اور دعوت دینے کا اہتمام کیا جانے لگا۔  
 اور پھر اللہ کی طرف سے نماز کا حکم بھی ہو گیا۔

ایک دن حضرت خدیجہ اور حضور پاک ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ، حضرت علیؑ  
 (حضرت علیؑ حضور کے ساتھ ہی رہتے تھے) آگئے۔ حضرت خدیجہ اور آپ ﷺ کو  
 رکوع و سجود کرتے حیرت سے دیکھتے رہے۔

نماز کے بعد پوچھا۔ آپ ﷺ کس کو سجدہ کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ہم اللہ  
 سبحانہ و تعالیٰ کو سجدہ کر رہے تھے جس نے مجھے منصب نبوت و رسالت کا اعزاز فرمایا۔  
 اور لوگوں کو اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی ذمہ داری بخشی۔

پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کو دعوت حق دی۔ حضرت علیؑ نے قبول کی۔ اس طرح  
 پہلے مرد (بچے) نے اسلام قبول کیا۔

پھر آپ ﷺ کے غلام حضرت زیدؓ نے اسلام قبول کیا۔ اور اسلام قبول کرنے والے  
 ۴ نفوس ہو گئے۔ اور پھر آپ ﷺ نے اپنے سب سے نزدیکی دوست اور غم خوار  
 حضرت ابوبکرؓ کو دعوت دی، جنہوں نے ایک ساعت رُ کے بغیر تصدیق رسالت  
 کر دی۔

## اکتالیسواں (41) سال

بعثت کا دوسرا سال (611 عیسوی)

بعثت کے دوسرے سال یعنی عمر مبارک کے اکتالیسویں سال میں آپ ﷺ نے گھر سے باہر خفیہ دعوت و تبلیغ کا آغاز کیا۔

☆ حضرت ارقم مخزومی کے گھر کو خفیہ تبلیغ کے لئے مرکز بنایا گیا۔

☆ خود اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ پہلی شخصیت ہیں جنہیں کرۂ

ارض پر سب سے پہلے دعوت و تبلیغ کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کا اعزاز حاصل

ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شخصیت مکہ اور قریش میں بہت قابل قدر اور عالم

فاضل شخصیت تھی۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دعوت پر بڑی اہم شخصیات نے

اسلام قبول کیا۔ آپؐ کی دعوت پر جن شخصیات نے اسلام قبول کیا ان میں.....

☆ حضرت عثمانؓ بن عفانؓ

☆ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوفؓ

☆ حضرت طلحہؓ بن عبد اللہؓ

☆ حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ

☆ حضرت زبیرؓ بن العوامؓ اور

☆ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ شامل ہیں۔

☆ اس طرح مکہ معظمہ کی اندرونی حدود کے علاوہ اس سے باہر بھی بہت سے لوگ ایمان

کی نعمت سے آپؐ کی دعوت کے سبب مسلمان ہوئے۔ اور حق کی روشنی سے ظلمت

کے اندھیرے چھٹنے لگے۔

- ☆ اس سال یعنی نبوت کے دوسرے سال
- ☆ حضرت ارقم بن ابی ارقم
- ☆ حضرت عثمان بن ابی مظعون اور ان کے بھائی حضرت عبیدہ بن حارث
- ☆ حضرت سعید بن زید
- ☆ حضرت جعفر بن ابی طالب
- ☆ حضرت حباب بن ارت،
- ☆ حضرت عبداللہ بن مسعود،
- ☆ حضرت فاطمہ بنت خطاب اور
- ☆ حضرت مصعب بن عمیر نے اسلام قبول کیا۔

☆☆☆

## 42 واں سال

﴿ آقا ﷺ نے بعثت کے تیسرے سال۔ اور عمر مبارک کے ۴۱ ویں اور ۴۲ سال۔ اسلام کی خفیہ دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ جس کے نتیجے میں تقریباً ۴۰ افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے پہلے پہل اسلام قبول کرنے کی سعادت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا۔ روایات کے مطابق جن اصحاب کو سابقون الاولون کا عظیم رتبہ نصیب ہوا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

- ☆ حضرت خدیجہ الکبریٰ ☆ حضرت علی ابن ابی طالب ☆ حضرت ابوبکر صدیق
- ☆ حضرت زید بن حارثہ ☆ حضرت عثمان بن عفان ☆ حضرت طلحہ بن عبید اللہ
- ☆ حضرت عبدالرحمن بن عوف ☆ حضرت ابو عبیدہ ابن جراح ☆ حضرت سعید ابن زید
- ☆ حضرت فاطمہ بنت خطاب ☆ حضرت ارقم ابن ابی وارث ☆ حضرت عثمان بن مظعون
- ☆ حضرت خولہ ☆ حضرت بلال ابن رباح ☆ حضرت ابوذر غفاری
- ☆ حضرت عامر ابن فہیرہ ☆ حضرت عمار ابن یاسر ☆ حضرت سُمیہ بنت خیاط
- ☆ حضرت صہیب ابن سنان ☆ حضرت مقداد ابن عمرو اسود ☆ حضرت مصعب ابن عمیر
- ☆ حضرت جعفر ابن ابی طالب ☆ حضرت اسماء بنت عمیس ☆ حضرت أم الفضل لبابہ
- ☆ حضرت صفیہ ☆ حضرت أم رومان ☆ حضرت اسماء بنت ابوبکر
- ☆ حضرت ام ایمن ☆ حضرت خباب ابن ارت ☆ حضرت عبداللہ ابن جحش
- ☆ حضرت ابو حذیفہ ابن عتبہ ☆ حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب ☆ حضرت عمر بن خطاب

☆ آقا ﷺ کی دعوت اسلام کے جواب میں پہلے ۶ سال میں صرف ۱۱ عورتیں اور ۴۰ مرد مشرف باسلام ہوئے تاہم ۲۳ سالہ عظیم جدوجہد کے بعد حجۃ الوداع کے موقع پر کم و بیش ۱۲۴۰۰۰ افراد حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔

☆☆☆

## 43 واں سال

### 613 عیسوی

﴿ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ۴۳ سال ہوئی۔ اور بعثت کا چوتھا سال شروع ہوا تو۔ دعوت اسلام کا پہلی مرتبہ اعلانیہ آغاز کیا گیا۔

☆ سورہ المائدہ کی آیت نمبر ۶۷ کے ذریعے آپ ﷺ کو اسلام کی اعلانیہ دعوت کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اب خفیہ دعوت سے اعلانیہ دعوت شروع کی گئی۔

☆ اس کے علاوہ سورہ الحجر کی آیت نمبر ۹۴ اور سورہ الشعراء کی آیت نمبر ۲۱۳ تا ۲۱۶ کے ذریعے بھی اعلانیہ تبلیغ کا حکم نازل ہوا۔

☆ سورہ الشعراء میں قریبی رشتہ داروں کو دعوت تبلیغ کے حکم کے بعد آپ ﷺ نے اپنے گھر میں تمام رشتہ داروں کو کھانے کی دعوت دی۔ جس کے نتیجے میں آقا ﷺ کے گھر میں تقریباً سارے رشتہ دار تشریف لے آئے۔ ابھی آپ ﷺ نے ”اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کیوں ضروری ہے“ کا ذکر ہی کیا تھا کہ آپ ﷺ کے چچا ابوہب آگ کے شعلے کی طرح بھڑک اٹھے۔ اور تمام رشتہ داروں کو بھی بھڑکا کر آپ ﷺ کے گھر سے نکل آئے۔

☆ لیکن آپ ﷺ نے ہمت نہ ہاری۔ اور ایک بار پھر خاندان بھر کی دعوت عام کی۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”اہل عرب میں سے آج تک کوئی انسان بھی مجھ سے بہتر تعلیم لیکر نہیں آیا۔ یہ تعلیم دین و دنیا دونوں کی راہنما ہے۔ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اس کی طرف بلاؤں، کون ہے جو میری دعوت پر لبیک کہتا ہے۔“

☆ یہ سنتے ہی سب نے منہ پھیر لیا اور اٹھ کر چلے گئے۔ اس مجلس میں حضرت علیؓ جو کم سن

ہونے کے باوجود ہمت و جانثاری میں جواں تھے نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی معاونت کروں گا اور جو آپ ﷺ سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔“

☆ بنو ہاشم کے بعض مغرور اشخاص حضرت علیؑ کے اس جرأت مندانہ اعلان پر حقارت آمیز نگاہ ڈال کر مسکرائے اور بعض نے حقارت آمیز قہقہہ لگایا۔

☆ اسی سال قریبی رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ اہل مکہ کے تمام قبائل کو دعوت دینے کا آغاز فرماتے ہوئے۔ ایک دن آقا ﷺ نے ان کو کوہ صفاء پر چڑھ کے آواز دی ”قریش قریش“۔ پکار سنتے ہی سب لوگ جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ سے پکارنے کی وجہ پوچھی۔

☆ آپ ﷺ نے جواب دیا اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر جرار چھپا بیٹھا ہے تو کیا تم میری بات مان لو گے۔

☆ تو سب نے یک زبان جواب دیا۔ ہاں ہم آپ ﷺ کی بات کو مان لیں گے کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جواب میں جب آپ ﷺ نے اسلام کی اور اللہ کو واحد لا شریک ماننے کی دعوت دی۔ تو ابو لہب، جو پہلے ہی بہت سیخ پاتھا، نے گستاخانہ انداز میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کیا۔ اور کہا کیا اس کام کے لیے تم نے ہمیں جمع کیا تھا۔

☆ نبی پاک ﷺ نے اس گستاخانہ رویے کے جواب میں توقف فرمایا۔ اللہ کی طرف سے سورہ لہب (پارہ ۳۰) نازل ہوئی۔ جس میں ابو لہب کو مکمل تباہی و ہلاکت کی خبر دی گئی۔ ”اور ابو لہب اپنی تباہی کی مہر لگوا کر سب کو ساتھ لے کر وہاں سے چل دیا۔“



## آقا ﷺ کا

### 44 واں سال

اعلانیہ تبلیغ سے مکہ میں بہت سے افراد نے نبی ﷺ کی آواز پر لبیک کہنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اعلانیہ تبلیغ کے اثرات کو دیکھتے ہوئے قریش کی طرف سے مخالفت شروع ہو گئی۔ اور حضرت ابوطالب پر دباؤ بڑھایا گیا کہ وہ اپنے بھتیجے اللہ کے آخری نبی ﷺ کو سمجھائیں کہ وہ تبلیغ سے باز آجائیں یہ دباؤ تین بار ڈالا گیا۔ (تفصیل صفحہ 45)

قریش کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر بعثت کے پانچویں سال کچھ مسلمانوں نے حبشہ کی جانب پہلی ہجرت کی اس ہجرت میں ۱۱ مرد اور ۴۰ عورتیں شامل تھیں۔ یہ ہجرت رجب کے مہینے میں ہوئی۔ حبشہ کی جانب پہلی ہجرت کو ہجرت اولیٰ کہتے ہیں اس ہجرت کا مشورہ حضور اکرم ﷺ نے دیا تھا۔ جب قریش کا ظلم و ستم مزید بڑھا تو مسلمانوں کی ایک اور جماعت نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی۔ اس ہجرت میں ۸۲ مرد اور ۸ عورتیں تھیں۔

اسلام کی خوشبو جب چار سو پھیلنے لگی تو۔ اکابرین قریش پریشان ہو گئے۔ انہوں نے طے کیا کہ نبی کریم ﷺ کی ہر قدم پر توہین کی جائے۔

اس کے لیے تین شعراء کا خاص طور پر انتظام کیا گیا۔ ابوسفیان بن حارث، عمرو بن عاص اور عبد اللہ بن زبیری آپ ﷺ کے بارے میں ہتک آمیز شعر کہتے اور ہر جگہ پڑھتے۔ مسلمان اس کا جواب دیتے لیکن حضور ﷺ نے کسی چیز کو اپنی راہ کی رکاوٹ نہیں بنایا۔ اسی اثنا میں بعض اہل مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے آپ کی نبوت و رسالت کی صداقت کے لیے معجزات طلب کر لیے جن کی فہرست یہ ہے۔

☆ صفا و مروہ کی پہاڑیاں سونا بن جائیں۔ ☆ وحی کتابت شدہ نازل ہو۔

☆ جبرائیل ہمارے سامنے آپ ﷺ سے بات چیت کریں۔

- ☆ حضرت عیسیٰ کی طرح آپ ﷺ بھی مردوں کو زندہ کریں۔
- ☆ مکہ کے چاروں طرف سے پہاڑ اٹھوا لیے جائیں تاکہ کھلی آب و ہوا ملے۔
- ☆ مکہ کے چاروں طرف سے چشمے پھوٹنے لگیں جن کا پانی آب زم زم سے زیادہ خوشگوار ہو۔
- ☆ تجارت کی ترقی کے لیے اللہ سے پوچھ کر روزانہ کا بھاؤ ہمیں بتائیں، تاکہ کاروباری ترقی ہو۔
- ☆ ان ساری باتوں کے جواب میں سورہ اعراف کی آیت ۱۸۸ نازل ہوئی۔
- ☆ جن وفود نے آقا ﷺ کو تبلیغ سے روکنے کے لیے حضرت ابوطالب سے ملاقات کی ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔
- ﴿ حضرت ابوطالب سے پہلے وفد نے مطالبہ کیا کہ آپ حضور اکرم ﷺ کو تبلیغ سے روکیں یا پھر پیچھے ہٹ جائیں ہم خود نمٹ لیں گے۔ حضرت ابوطالب نے مناسب جواب دے کر انہیں رخصت کر دیا۔
- ﴿ دوسرے وفد نے ایک نوخیز خوبصورت لڑکا، حسن و جمال کا پیکر ”عمارہ بن ولید بن مغیرہ“ پیش کیا کہ اس کو بیٹا بنا لیں اور محمد ﷺ کو ہمارے حوالے کر دیں۔ حضرت ابو طالب نے تجویز مسترد کر دی۔
- ﴿ تیسری بار وفد نے سختی سے کہا کہ اب ہم برداشت نہیں کریں گے۔ اگر اب بھی آپ ﷺ نئے دین کی تبلیغ سے باز نہ آئے تو جنگ ہوگی۔
- ﴿ حضرت ابوطالب نے ساری باتیں حضور اکرم ﷺ کے گوش گزار کیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ اگر وہ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج بھی رکھ دیں تو بھی میں اپنے کام سے نہیں ہٹوں گا۔
- ﴿ حضور اکرم ﷺ کا استقلال دیکھ کر حضرت ابوطالب نے حضور ﷺ کے ساتھ ہر جگہ ساتھ دینے کا عزم کیا۔ اور بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو جواب سے آگاہ کر دیا۔



## 45 واں سال،

### بعثت کا چھٹا سال

نبوت کا چھٹا سال طلوع ہوا۔ عمر مبارک ۴۵ سال۔ اور قریش کی سختیاں جاری تھیں۔ جب قریش کی مخالفت پر اپنی گنڈہ اور دباؤ بے کار ثابت ہوا تو پھر قریش نے شدت کے ساتھ آپ ﷺ اور دین اسلام کی مخالفت کا فیصلہ کیا۔ اور ظلم و ستم کے اُس دور کا آغاز کیا۔ جس کو سن کر انسانیت بھی کانپ جاتی ہے۔

حضور ﷺ اور حضرت ابوطالب کا جواب سن کر قریش بپھر گئے اور مسلمان ہونے والے دور و نزدیک کے رشتہ داروں کو انتہائی دردناک تکلیفیں دینا شروع کر دی گئیں۔

حضرت بلالؓ کو پتی ریت پر لٹا کر گرم سل رکھ کر انہیں اسلام چھوڑنے کا مطالبہ کرتے لیکن ناکام رہے۔ آخر حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں خرید کر آزاد کرادیا۔

ابولہب کی بیوی (ام جمیل) حضور ﷺ کی راہ میں گندگی اور کانٹے بچھاتی اور اس کو معمول بنالیا۔ اور آقا ﷺ گندگی اور کانٹوں کو ہٹاتے گزر جاتے (اور کچھ نہ کہتے)۔

ابو جہل نے ایک دن جب آپ ﷺ بیت اللہ شریف میں نماز ادا کر رہے تھے۔ بکری کی اوجری آقا ﷺ پر ڈال دی۔ حضرت فاطمہ نے گھر آنے پر آپ ﷺ کی پوشاک کو دھویا۔

بعثت کے چھٹے سال آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے اسلام لانے کا مختصر احوال یہ ہے کہ

ایک دن بھرے بازار میں ابو جہل نے حضور ﷺ سے بدکلامی کی۔ حضور ﷺ بغیر جواب دیے چلے گئے۔

حضرت حمزہؓ شکار سے لوٹ کر حسب معمول بیت اللہ کے طواف کے لیے جا رہے تھے

راتے میں کسی نے ابو جہل کی زیادتی کا، حضرت حمزہؓ سے ذکر کر دیا یہ سنتے ہی حضرت حمزہؓ کسی اور شخص کی طرف دیکھے بغیر سیدھے کعبہ تشریف لے گئے۔ وہاں ابو جہل بیٹھا شیخیاں بگھار رہا تھا۔ حضرت حمزہؓ نے اُس کے سر پر اتنی زور کی کمان ماری کہ سر سے خون بہنے لگا۔ قبیلہ مخزوم اپنے سردار ابو جہل کی حمایت میں اُٹھے لیکن ابو جہل نے یہ کہہ کر کہ زیادتی پہلے میری طرف سے ہوئی معاملہ ختم کر دیا۔

اس کے بعد حضرت حمزہؓ نے ایمان لانے کا اعلان فرماتے ہوئے آپ ﷺ سے عرض کی آج سے آپ ﷺ کی نصرت میرے لیے میری جان سے زیادہ عزیز ہے۔

جب اسلام کو اتنی تیزی سے بڑھتا ہوا دیکھا تو قریش نے عتبہ بن ربیعہ کے ذریعے نبی ﷺ کو پیشکش کی کہ:-

☆ اگر دولت کی طلب ہے تو آپ ﷺ کے لیے اتنی دولت جمع کر دیں گے کہ آپ ﷺ سے زیادہ دولت مند کوئی نہ ہو۔

☆ اگر قیادت یا سیادت درکار ہے تو ہم اس کے لیے تیار ہیں۔

☆ اگر بادشاہت چاہیے تو ہم آپ ﷺ کو اپنا بادشاہ بنانے کے لیے تیار ہیں۔

☆ اور اگر آپ ﷺ کو آسیب ہے تو اپنے خرچ پر علاج کروانے کے لیے تیار ہیں۔ اور

☆ اگر کوئی حسینہ، تو عرب کی بہترین حسینہ سے آپ کی شادی کروادی جائے گی۔

☆ حضور اکرم ﷺ نے یہ سن کر سورہ خم سجدہ کی اسے ۳۸ تک آیات تلاوت کیں۔ جس کا

عتبہ پر گہرا اثر ہوا۔ اور اُس نے واپس آ کر آپ ﷺ کو مہلت دینے کا مشورہ دیا۔ جسے

نہ مانا گیا۔

☆ بعثت کے چھٹے سال حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت عمر کے ایمان لانے کا

واقعہ مندرجہ ذیل ہے:

## حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کا واقعہ

☆ ایک دن حضرت عمرؓ، نعوذ باللہ، حضور ﷺ کو قتل کرنے کی نیت سے تلوار لئے جا رہے تھے، راستے میں نعیم بن عبداللہ نے کہا اگر حضور ﷺ کو قتل کرو گے تو عبد مناف آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔ پھر یہ بھی کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔ آپ کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ تلوار لیے سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے اندر سے قرآن کی تلاوت کی آواز آرہی تھی۔ قدموں کی آواز سن کر بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید نے تلاوت بند کر کے قرآن ایک طرف رکھ دیا۔ حضرت عمرؓ نے اصرار کیا کہ بتائیں کیا پڑھ رہے تھے انہوں نے نہیں بتایا کہ کیا پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ بہنوئی کو مارنا شروع کیا تو بہن درمیان میں آئی ان کو بھی مارا جب بہن کا لہو دیکھا تو دل تھوڑا نرم ہو گیا۔ قرآن دیکھنے اور پڑھنے کی آرزو کی۔ بہن نے طہارت کی شرط پوری کرنے کے بعد بھائی کو قرآن دے دیا۔ اس کو پڑھ کر اتنا اثر ہوا کہ سیدھا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ کے اسلام لانے کے بعد مکہ میں اسلام کی قوت مضبوط ہو گئی اور گھروں و پہاڑیوں میں چھپ کر نماز پڑھنے والے سر عام کعبہ میں نماز پڑھنے لگے۔



## چھالیس واں (46) سال

### بعثت کا ساتواں (7) سال

- ☆ بعثت کے ساتویں سال کا آغاز ہے۔ یعنی یکم محرم ”۷ نبوی“۔ قریش نے متفقہ طور پر معاہدہ کیا کہ محمد ﷺ، بنی ہاشم، بنی عبدالمطلب اور باقی مسلمانوں سے مکمل قطع تعلق (بایکٹ) کیا جائے۔ چنانچہ اس معاہدہ کی دستاویز تیار کر کے بیت اللہ میں لٹکادی گئی۔ اور مسلمانوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔
- ☆ بنو ہاشم، رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ سے قریش نے تین سال تک مکمل قطع تعلق رکھا لیکن دین، حیات و موت، تجارت، عبادت یہاں تک کہ سلام دُعا تک کو حرام قرار دے دیا۔ البتہ حرمت کے چار مہینوں، رجب، ذیقعد، ذوالحجہ اور محرم جن میں پورے عرب میں کوئی دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ بھی ان چار مہینوں میں گھاٹیوں کی قید خانہ سے باہر تشریف لاتے۔ کعبہ کے زائرین کو دعوت اسلام دیتے۔ زائرین متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے لگے۔ اس طرح جب طفیل فردوسی جیسا بڑا شاعر، جو کہ مکہ سے باہر بہت بڑے قبیلے اور علاقے کا دانشور اور شاعر تھا، حج کے لیے آیا تو حج کے دنوں میں حضور ﷺ سے کعبہ میں ملا اور قرآن سن کر ایمان لے آیا۔
- ☆ ہشام بن عمرو کسی نہ کسی طریقے سے شعب ابی طالب میں قید مسلمانوں کی مدد کرتا رہا۔
- ☆ بعض روایات میں حکیم بن خرام کا نام بھی آیا ہے۔



## 47 واں سال

### بعثت کا آٹھواں سال

☆ آفتاب نبوت کا آٹھواں سال ہے۔ عمر مبارک ۴۷ سال ہو چکی۔ زمین و آسمان نے ایک عجیب معجزہ نبوت دیکھا۔ معجزہ ”شق القمر“ یعنی آپ ﷺ کی انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس واقعہ کو قرآن مجید نے پارہ ۲۷، سورۃ القمر کی ابتدائی آیات میں بیان فرمایا ہے۔

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ کفار مکہ نے آنحضرتؐ سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کر کے دیکھا دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو ان دو ٹکڑوں کے بیچ میں دیکھا۔ (صحیح بخاری حدیث ۳۸۶۸)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ جس وقت چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم نبیؐ کے ساتھ منیٰ کے میدان میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگو! گواہ رہنا اور چاند کا ایک ٹکڑا دوسرے سے الگ ہو کر پہاڑوں کی طرف چلا گیا تھا۔ (بخاری)

☆☆☆

## 48 واں سال

### بعثت کا نوواں سال

﴿ شعب ابی طالب میں مسلمانوں کی محصوری جاری رہی۔ لیکن آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی اور صحابہ نے تبلیغ کا عمل جاری رکھا۔

﴿ مسلمانوں کی تکلیف دہ صورتحال کو دیکھ کر اہل مکہ کا دل بہت کڑھتا تھا۔ ہشام بن عمرو ان میں سرفہرست تھا۔ اُس نے اس حل نکالنے کا ارادہ کر لیا۔

☆☆☆

## 49، واں سال 621 عیسوی

## بعثت کا دسواں سال

حیات طیبہ کا ۴۹ واں سال تھا۔ شعب ابی طالب کی محصوری جاری تھی۔ ایسے میں ہشام بن عمرو نے زہیر بن ابی امیہ (جو حضرت عبدالمطلب کی صاحبزادی عاتکہ کے فرزند تھے) سے کہا محمد ﷺ کے پھوپھی زاد یہ کیسا انصاف ہے کہ ہم تو بہترین سے بہترین کھانا اور لباس استعمال کریں اور آپ کے بھائی قریش کی قید میں تمام سہولتوں سے محروم رہیں۔ واللہ اگر ایسا ظلم ابو جہل کے بھائیوں کے ساتھ کیا جاتا تو وہ خاموش نہ بیٹھتے۔ دونوں متفق ہو گئے کہ وہ قرارداد کو پھاڑ دیں گے۔ اس کام کے لیے مکہ کے تین اور اہم افراد مطعم بن عدی، ابوالختری بن ہشام اور زمعہ بن اسود نے بھی ساتھ دیا۔ اور دوسرے دن زبیر بن امیہ کعبہ میں آئے اور طواف پورا کر لینے کے بعد لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: ”سُن لو میں جب تک اس ظالمانہ قرارداد (قطع تعلق) کو پھاڑ کر پھینک نہ دوں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔“

☆ ابو جہل نے جب یہ سنا تو کہا تم یہ نہیں کر سکتے۔ مطعم بن عدی نے ابو جہل کو ڈانٹا۔ اور جب باقی ۱۴ افراد کے غضب ناک لہجے کو بھی دیکھا تو ابو جہل چپ ہو گیا۔

☆ اور پھر مطعم بن عدی ایک لمحہ رُک کے بغیر قرارداد کو پھاڑنے کے لیے آگے بڑھا تو کیا دیکھا کہ قرارداد کا وہ حصہ سلامت ہے جس پر باسمک اللہم لکھا تھا باقی تمام کاغذات - کو دیمک چاٹ چکی تھی۔ یعنی قدرت کی طرف سے تمام قرارداد ختم کر دی گئی یوں یہ محصوری ختم ہوئی۔ حضور ﷺ صحابہ اور قبیلہ بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب سے نکلے۔ اور مزید ہمت اور طاقت کے ساتھ تبلیغ کے کاموں میں جٹ گئے۔

☆ بعثت کے دسویں سال کو عام الحزن بھی کہا جاتا ہے۔ شعب ابی طالب سے نکلنے کے بعد ایک سال سے بھی کم عرصے میں پہلے آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کا ۸۰

سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ ابھی یہ شدید صدمہ اپنے پورے شدید اثرات کے ساتھ موجود تھا کہ۔ آپ ﷺ کی غمخوار و فاشعار زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ کا بھی وصال ہو گیا۔ غم پر غم کی وجہ سے اس سال کو عام الحزن یا غم کا سال کہا جاتا ہے۔

☆ بعثت کے دسویں سال جماد الثانی میں حضور ﷺ نے دعوت و تبلیغ کے کام کو مزید آگے بڑھانے کے لیے ”سفر طائف“ کیا۔

☆ طائف میں آپ ﷺ نے مختلف سرداروں اور قبیلوں کو دعوت اسلام دی لیکن سب نے انکار کر دیا۔

☆ صرف انکار ہی نہیں کیا۔ توہین بھی کی۔ طائف کے نوجوان لڑکوں اور غنڈوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا، جنہوں نے آپ ﷺ پر پتھر برسائے اور تمسخر اڑایا۔ جبرائیل پہاڑوں کے فرشتوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور حکم کا انتظار کیا۔ آپ ﷺ نے طائف والوں کے لیے دعا کی۔

☆ شدید زخمی حالت میں آپ ﷺ نے ایک باغ میں جو کہ عتبہ اور شیبہ (اسلام کا انکار کرنے والوں) کا تھا میں پناہ لی انکار اسلام کے باوجود طائف والوں کا وحشیانہ سلوک دیکھ کر اُن کا دل بھر گیا۔ اپنے غلام عداس نصرانی کے ہاتھوں انگوروں کا خوشہ آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔

☆ آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھ کر کھانے لگے تو۔

☆ غلام نے بسم اللہ سنتے ہی تعجب کے ساتھ دریافت فرمایا۔ یہ کیا کلمہ ہے اس بستی میں پہلے کبھی نہیں سنا گیا۔ آپ ﷺ نے غلام سے دریافت فرمایا کہاں کے ہو۔ غلام نے بتایا نینوی میرا وطن ہے۔

☆ آپ ﷺ نے جواباً کہا جہاں اللہ کے نیک بندے یونس بن متی پیدا ہوئے۔

☆ عداس نے کہا آپ ﷺ اُن کو کیسے جانتے ہیں۔ آقا ﷺ نے فرمایا۔

☆ یونس میرے بھائی ہیں اور میں بھی نبی ہوں۔ عداس نے احترام آپ ﷺ کے پاؤں

چوے۔

- ☆ نبوت کے دسویں سال ۲۷ رجب بروز سوموار بمطابق ۲۱-۶۲۰ عیسوی۔
- ☆ آقا ﷺ کو ”معراج شریف“ کی عظیم ترین سعادت نصیب ہوئی۔
- ☆ آدھی رات سے کچھ بعد حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور آپ ﷺ کو براق پر سوار ہونے کے لیے کہا۔ براق آپ ﷺ کو پہلے مرحلے میں مسجد اقصیٰ بیت المقدس لے کر گیا۔ یہاں آپ ﷺ نے انبیاء کو نماز پڑھائی۔
- ☆ پھر بیت المقدس سے ساتویں آسمان تک کا سفر کیا۔
- ☆ پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ سے ملاقات ہوئی۔
- ☆ دوسرے پر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مکیؑ سے۔
- ☆ تیسرے آسمان پر حضرت یعقوبؑ سے۔ ☆ چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ سے۔
- ☆ پانچویں آسمان پر حضرت ہارونؑ سے ملاقات ہوئی۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ سے۔
- ☆ اسی روز یعنی ۲۷ رجب ۱۰ نبوی کو پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ نماز اسلام کا دوسرا سب سے اہم بنیادی رکن ہے۔ نماز کے تین فرائض، قیام، رکوع اور سجدہ ہیں۔
- ☆ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پانچوں نمازوں کے نام ہیں۔ ☆ فجر ۲، ظہر ۲، عصر ۲، مغرب ۳ اور عشاء ۲ رکعت فرض ہوئیں۔ باجماعت نماز سے ۲۷ گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔
- ☆ نماز کے لغوی معنی رحمت اور برکت کے ہیں۔
- ☆ قرآن مجید میں نماز کا ۱۳۰ سے زائد مرتبہ ذکر آیا ہے۔
- ☆ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فرق نماز ہے۔ دنیا کی سب سے قدیم مسجد ”بیت الحرام“ ہے۔ خانہ کعبہ کی سب سے پہلی تعمیر حضرت آدمؑ نے کی۔ قرآن مجید میں چار مسجدوں کا ذکر ہے۔ مسجد الحرام، مسجد اقصیٰ، مسجد قبا اور مسجد ضرار۔



### حضرت سودہؓ سے نکاح

- ☆ بعثت کے دسویں سال۔ حضرت سودہؓ سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا۔ حضرت سودہؓ سے نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تقریباً پچاس سال کے قریب تھی۔
- ✦ حضرت سودہؓ کے والد کا نام: زمعہ۔ ☆ والدہ کا نام: شمعوجن۔
- ☆ قبیلہ: عامر بن لوئی۔

زمانہ نکاح: شوال ۱۰ نبوی۔ ☆ حق مہر ۴۰۰ درہم۔  
 بوقت نکاح عمر: ۵۰ سال۔ نبی ﷺ کی شریک زندگی رہیں: ۱۴ سال  
 وفات: ۲۲ ہجری میں ہوئی۔ کل عمر: ۷۳ سال۔ مدفون: جنت البقیع، مدینہ۔  
 مروی احادیث: ۵

### حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نکاح

- ☆ شوال ۱۰ نبوی میں ہی آپ ﷺ کا نکاح حضرت عائشہ سے ہوا۔ اس نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تقریباً ۵۰ سال تھی۔
- ✦ حضرت عائشہ صدیقہ کے والد کا نام: حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ ☆ والدہ کا نام: ام رومان۔
- ☆ قبیلہ: بنو تیم۔ زمانہ نکاح: شوال ۱۰ نبوی۔
- ☆ رخصتی: شوال ۴ ہجری (رخصتی کے وقت عمر ۹ سے ۱۳ سال کے درمیان تھی)۔
- ☆ حق مہر: ۴۰۰ درہم۔ ☆ آپ ﷺ سے رفاقت رہی: ۹ سال
- وفات: ۷ رمضان المبارک ۵۸ ہجری۔ کل عمر: ۶۶ برس۔ مدفون: جنت البقیع، مدینہ
- ☆ مروی حدیث: ۲۲۱۰۔ ☆ نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ نے پڑھائی۔

## 50 واں سال،

### بعثت کا گیارہواں سال

- ☆ تمام تر نامساعد حالات کے باوجود آقا ﷺ نصرت الہی پر یقین رکھتے ہوئے دعوتِ دین پر ثابت قدم رہے۔ اس تبلیغ کے دوران کفار قدم قدم پر سایہ کی طرح پیچھا کرتے ہوئے ساتھ ساتھ چلتے، لیکن اس کے باوجود آقا ﷺ کی عزیمت میں تنکے برابر بھی کمی نہ آئی۔
- ☆ آقا ﷺ نے بڑی کشمکش کے ساتھ اس دن کی اُمید پر کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت آئے گی کئی سال گزارے آخر کار افاقِ یثرب سے فتح و نصرت کے آثار نمودار ہوئے۔
- ☆ حسبِ معمول موسمِ حج میں زیارتِ کعبہ کے لئے خزرج کا ایک قافلہ مکہ پہنچا تو آقا ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو دعوتِ اسلام دی اور حق سچ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے۔
- ☆ ذابح، بعثت کے گیارہویں سال۔ قبیلہ خزرج کے چھ افراد نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔
- ☆ اسلام قبول کرنے والے یہ افراد جب یثرب واپس لوٹے تو انہوں نے کھل کر فخر سے نئے دین کا پرچار کیا۔
- ☆ خزرج نے اسلام کیا قبول کیا، ایسے لگا جیسے اللہ تعالیٰ نے آقا ﷺ پر نصرت کے تمام دروازے کھول دیے ہوں۔



## 51 واں سال

## بعثت کا بارہواں سال

ذالحجہ۔ نبوت کے ۱۲ ویں سال بیعت عقبہ اولیٰ میں اوس و خزرج کے ۱۱۲ افراد نے اسلام قبول کیا۔

حج کے مہینے میں مدینہ (یثرب) سے ۱۲ خوش نصیب زیارت کعبہ کے لیے مکہ تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ”عقبہ“ کے مقام پر ان سے ملاقات کی۔ دعوت اسلام دی۔ اور سب نے نبی پاک ﷺ کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کی جو ”بیعت عقبہ اولیٰ“ کہلاتی ہے۔

رسول اللہ نے درج ذیل احکامات پر بیعت لی۔

☆ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھرائیں گے۔

☆ زنا نہیں کریں گے۔ ☆ اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔ ☆ چوری نہیں کریں گے۔

☆ ایک دوسرے پر بہتان نہیں لگائیں گے۔

☆ اور نیکی کے کاموں میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گے۔

☆ اور عہد لینے کے بعد فرمایا اگر تم عہد پورا کرو گے تو جنت پاؤ گے۔

☆ اس بیعت کے بعد مدینہ میں اسلام کا نور پھیلنے لگا۔

☆ آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ جنہوں نے انہیں قرآن کی تعلیم دی۔

☆ قبیلہ اوس و خزرج اور حضرت مصعب بن عمیرؓ کی موجودگی میں یہاں کے لوگوں میں اسلام کے لیے بہت ذوق و شوق پیدا ہوا۔

☆☆☆

## 52 واں سال،

(بعثت کاتیرہواں سال)

آپ ﷺ کی بعثت کے تیرہویں سال اور عمر مبارک کے ۵۲ ویں سال، حضرت اسید بن حضیر نے اسلام قبول کیا۔ حضرت سعد بن معاذ نے اسلام قبول کیا اور پھر بیت عقبہ ثانیہ میں ۷۲ افراد ایمان لائے۔

بیت عقبہ اولیٰ کا دوسرا سال آیا تو، حضرت مصعب بن عمیرؓ رجب کے مہینے میں مکہ تشریف لائے اور یثرب میں اسلام کے فروغ کے واقعات سنائے اور آپ ﷺ کو خوش خبری دی کہ اس سال زیادہ لوگ حج کو آئیں گے۔

قبیلہ اوس و خزرج کے ۷۲ (ایک روایت کے مطابق ۷۶) لوگوں نے حج کے بعد عقبہ ہی کے مقام پر آقا ﷺ سے ملاقات کی اور رسول اللہ کی جان کی حفاظت اپنی جانوں سے بڑھ کر کرنے پر بیعت لی۔ سب نے اسلام قبول کیا۔

اس بیعت میں آپ ﷺ اور حضرت عباسؓ (آپ کے چچا) اور اوس و خزرج کی طرف سے حضرت براء بن عازبؓ (جو بیت عقبہ اولیٰ میں اسلام لا چکے تھے)۔ حضرت ابوالہیشمؓ بن تیہان اور حضرت عباسؓ بن عبادہؓ نے اوس و خزرج کی طرف سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

حضور ﷺ نے ان بیعت لینے والوں کے بارے میں فرمایا ”تم میرے لیے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے حواریوں کی طرح ہو۔“ اس بیعت میں خواتین بھی شامل تھیں۔

مسلمانوں کی مدینہ کی جانب ہجرت کی ابتداء ہوئی۔

اسی سال نبی پاک ﷺ نے مکہ کے مسلمانوں کو مشرکین مکہ سے بچ کر یثرب ہجرت کر جانیکا حکم دے دیا۔

قریش نے اس چیز کو محسوس کر لیا اور مسلمانوں کا تعاقب کرنے لگے۔

جو ہاتھ آتا اس کو سخت سے سخت سزائیں دی جاتیں۔ لیکن ہجرت کو روک نہ سکے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی ہجرت کی اجازت چاہی۔ لیکن آپ ﷺ نے انتظار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ صبر کریں ہو سکتا ہے کہ آپؐ کو ہجرت کے لیے کوئی بہتر ساتھی مل جائے۔

قریش نے ”دارالندہ“ میں نعوذ باللہ آپ ﷺ کے قتل کا منصوبہ اسی سال بنایا۔

قریش جب مسلمانوں کو ہجرت سے نہ روک سکے۔ تو ان کو فکر دامن گیر ہوئی کہ اگر آپ ﷺ بھی مدینہ ہجرت کر گئے تو ہو سکتا ہے کہ دین اسلام ہر طرف پھیل جائے۔ نبی ﷺ شعب ابی طالب اور باقی زیادتیوں کا بدلہ لیں۔

اور شام کی سرحد کاٹ کر ہماری تجارت بند کر دیں۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ اور ان کے دین کو نعوذ باللہ ختم کرنے کے لیے تین تجاویز پر غور ہوا۔

حضور اکرم ﷺ کو بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا جائے اور (نعوذ باللہ) ان کی زندگی کے اختتام تک یہ قید جاری رہے لیکن بغاوت کے ڈر سے سب اس رائے پر متفق نہ ہو سکے۔

دوسری رائے تھی کہ آپ ﷺ کو جلا وطن کر دیا جائے لیکن پھر ڈر یہی دامن گیر تھا کہ کہیں آپ ﷺ یثرب والوں سے مل کر مکہ والوں پر حملہ نہ کر دیں۔

تیسری تجویز یہ تھی کہ ہر قبیلے کا ایک ایک فرد نکلے اور بیک وقت آپ ﷺ پر حملہ کر کے نور نبوت کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دے۔ اس طرح بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کس کس سے انتقام لے سکیں گے اور معاملہ خون بہا پر ختم ہو جائے گا۔ اور دین اسلام ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔ اس رائے پر سب متفق ہو گئے اور اس کام کے لیے تیاری کرنے لگے۔ یہ ساری سازش دارالندہ میں تیار کی گئی۔

☆☆☆

## پہلی ہجری

53 واں سال (نبوت کا تیسرا ہوا۔ چودھواں سال)

رسول اللہ ﷺ کو اللہ عالم الغیب نے دارالندوہ میں کفار کی طے شدہ سازش سے آگاہ فرمادیا۔ لیکن مزید کوئی حکم نہیں دیا۔ چنانچہ ہجرت کے لیے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے۔

وحی نازل ہوئی ہجرت کا حکم ملا تو آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لے گئے، حضرت ابوبکر صدیق نے ساتھ چلنے کی اجازت مانگی، خوش نصیبی سے اجازت مل گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے دوانٹ عبداللہ بن اریقط کے سپرد کر رکھے تھے۔

آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے بستر پر آپ ﷺ کی خصوصی چادر اوڑھ کر سو جائیں اور جن کی امانتیں میرے پاس رکھی ہیں وہ ان سب تک پہنچادیں۔ جن کی یہ امانتیں ہیں۔

شمیر زن انتظار میں بیٹھے رہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ گذر گیا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لیا اور پچھلے دروازے سے نکل کر شہر کے جنوب کی طرف چل پڑے۔ یمن کی طرف جانے والے راستے پر غار ثور تھی، چنانچہ ۲۷ صفر نبوت کے تیسرے سال آپ ﷺ نے غار ثور میں جا کر پناہ لی۔

یہ راز صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر والوں کو معلوم تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحب زادے حضرت عبداللہؓ، صاحبزادیاں حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت اسماءؓ اور ایک غلام عامر بن فہیرہ سب امانت دار تھے۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ کی ذمہ داری مکہ کے قریش پر نظر رکھنا تھی۔

عامر بن فہیرہ دن بھر بکریاں چراتے، شام کو دودھ اور بھنا گوشہ غار ثور پہنچاتے اور اپنے قدموں پر بکریوں کا ریوڑ چلاتے ہوئے مکہ جاتے تاکہ نشان مٹ جائیں۔

آقا ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ تین دن تک غار ثور میں چھپے رہے۔ ایک مسلح

قریش کا جتھا غار ثور تک آپہنچا اور ایک قریشی نوجوان تو غار کے منہ تک بھی پہنچ گیا لیکن وہ غار کے اندر جھانکنے بغیر ہی واپس لوٹ گیا۔ اُس کے ساتھیوں نے پوچھا کہ اُس نے غار کے اندر جھانک کر کیوں نہیں دیکھا اُس نے جواب دیا ”غار کے دہانہ پر تو مکڑی نے رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے بھی پہلے کا جالابنا ہوا ہے اور غار کے منہ پر دو جنگلی کبوتروں نے اپنے گھونسلے بھی بنا رکھے ہیں۔ غار کے چاروں طرف سوکھی گھاس پڑی ہے، اس سے تو میری سمجھ میں یہی آیا کہ یہاں کسی فرد بشر کا ہونا ممکن ہی نہیں۔“

معاہدے کے مطابق عبداللہ بن اریقظ رستوں کا ماہر تین اونٹنیاں لے کر آ گیا۔ اور یکم ربیع الاول نبوت کے ۱۳ ویں سال ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء سوموار کے دن غار ثور سے نکل کر مدینہ کی طرف سفر کا آغاز کیا گیا۔ یہیں سے اسلامی کیلنڈر کا آغاز ہوا۔

توشہ کو اونٹنی کے ساتھ باندھنے کے لیے رسی نہ ملی تو حضرت اسماءؓ نے اپنی کمر کی پٹی اتار کر دو ٹکڑے کئے ایک حصہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور دوسرا کمر پر لپیٹ لیا۔ آپ ﷺ کو حضرت اسماءؓ کا یہ ایثار بہت پسند آیا اور انہیں ذات النطاقین کے خطاب سے نوازا۔

جب قریش حضور اکرم ﷺ کی تلاش میں ناکام رہے تو آپ ﷺ کو ڈھونڈنے والوں کے لیے ۱۰۰ اونٹ انعام رکھا۔ سراقہ بن محشم قریب پہنچ گیا لیکن گھوڑے کو تین شدید ٹھوکروں کی وجہ سے خود بال بال بچا اور پھر جان گیا کہ وہ سب غلط کر رہا ہے چنانچہ جان کی امان حاصل کر کے واپس لوٹ گیا اور راستے میں جو بھی ملا اُسے بھی بہکا کر واپس لے گیا۔

۸ ربیع الاول نبوت کے چودھویں سال کے آغاز سوموار ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء عیسوی میں آپ ﷺ قبا پہنچے۔

قبا میں ۴ روز قیام فرمانے کے بعد ۱۲ ربیع الاول ۲۷ ستمبر ۶۲۲ء عیسوی میں آپ ﷺ

نے مسجدِ قبا کی بنیاد رکھی۔ یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے۔

جمعہ۔ ۱۲ ربیع الاول ۲۷ ستمبر ۶۲۲ء پہلی ہجری میں مدینہ المنورہ میں آپ ﷺ کی عظیم آمد ہوئی۔

پہلی ہجری میں دور اسلام کا پہلا جمعہ ”محلہ بنی سالم“ میں ادا کیا گیا۔

پہلی ہجری میں آپ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے تو اہل مدینہ اور خاص طور پر بچیوں نے ”دف“ بجا کر آپ ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کیا۔

ہر شخص جوان، بڑے، بوڑھے، مسلمان، یہودی، عیسائی غرض سب نے آپ ﷺ کا استقبال کیا۔

ہر کسی کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ اُس کے مہمان بنیں۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی قصویٰ کی مہاریں چھوڑ کر اُس کی گردن پر رکھ دیں کہ جہاں اللہ کا حکم ہو وہیں قیام فرمایا جائے۔

حضور اکرم ﷺ کی ناقہ (اونٹنی) دو یتیم بھائیوں سہل و سہیل کے بازو میں پہنچ کر خود بخود بیٹھ گئی اور یہ زمین رسول اللہ ﷺ نے مالکان زمین سے خرید کر اس پر مسجد کی تعمیر شروع کی جو مسجدِ نبوی کے نام سے معروف ہوئی۔

پہلی ہجری میں ہی مسجدِ نبوی کی تعمیر کی گئی۔

جب تک مسجدِ نبوی کی تعمیر ہوتی رہی آپ ﷺ نے حضرت ابویوب انصاری کے گھر قیام فرمایا۔

مسجد کی تعمیر میں سب نے حصہ لیا۔ آقا ﷺ خود گاراسر پر اٹھا کر تعمیر میں حصہ لیتے رہے۔ دیواریں بننے کے بعد کھجور کے تنے سے ایک حصہ پر چھت ڈال دی گئی اور باقی کو صحن کے طور پر چھوڑ دیا گیا۔

یہیں پر آقا ﷺ کے قیام کے لیے حجرے بھی بنائے گئے۔

پہلی ہجری میں آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین کو ایک جگہ جمع کیا اور ان میں



مواخات (بھائی چارہ) قائم فرمادیا۔

سب سے پہلے خود کو حضرت علیؑ کا بھائی بنایا۔ حضرت حمزہؓ مکہ ہی میں اپنے غلام زید کو بھائی کا اعزاز دے چکے تھے۔ اسی رشتے کو برقرار رکھا گیا۔

حضرت ابوبکرؓ کو حضرت خارجہ بن زیدؓ اور حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان بن مالک انصاریؓ سے مواخات کا رشتہ قائم کیا۔

پہلی ہجری میں حضرت سلمان فارسیؓ نے اسلام قبول کیا۔

پہلی ہجری میں قریش مکہ کے ساتھ جہاد کا حکم ہوا۔ (۸: ۳۹)

پہلی ہجری میں آپ ﷺ نے یثرب میں بسنے والے تمام قبائل کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جسے دستور مدینہ، صحیفہ المدینہ یا میثاق مدینہ کہتے ہیں۔ (آقا ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے اس شہر کا نام یثرب تھا بعد میں مدینہ کہلایا)۔

اس معاہدے کو نبی پاک ﷺ نے خود لکھوایا جس پر تمام اہل مدینہ جن میں یہودی، عیسائی اور مشرکین سب شامل تھے نے دستخط کیے۔

میثاق مدینہ کا ایک فریق مسلمان اور دوسرا یہودی، عیسائی اور مشرک تھے۔ میثاق مدینہ کے مطابق طے پایا کہ :-

☆ مدینہ میں بسنے والے تمام قبائل و مذاہب ایک اکائی واحدت یا خاندان ہوں گے اور سب کے حقوق برابر ہوں گے۔

☆ اگر کوئی بیرونی دشمن ان پر حملہ کرے گا تو سب مل کر ان کا مقابلہ کریں گے۔

☆ تمام اکائیوں کا تحفظ مذہبی آزادی، مدینہ کی حرمت، خواتین کا تحفظ، تمام قبائل کا باہمی محبت کا رشتہ، ٹیکس کا نظام، مختلف بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لیے مالی نظام، سیاسی اتحاد، فرد کا تحفظ اور باہمی اختلاف سے نمٹنے کے لیے نظام عدل میثاق مدینہ کی بنیادیں قرار پائیں۔

☆ اللہ کی حاکمیت، رسول اللہ ﷺ کی حاکمیت، تحریری دستور، مستقل آئینی اساس، تقسیم

میں اختیارات کا تصور متوازن دستور، مملکت کی اخلاقی اساس، آئینی طبقات کا تصور سیاسی وحدت کا تصور (تصور مملکت)، اُمتِ مسلمہ کا تصور میثاقِ مدینہ کی اہم خصوصیات تھیں۔

☆ میثاقِ مدینہ سے پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد پڑی اور یہ اس ریاست کا دستور بنا۔

☆ میثاقِ مدینہ سے اوس و خزرج قبائل کی سینکڑوں سالہ پرانی دشمنی ختم ہو گئی۔

﴿ پہلی ہجری میں نماز کے لیے اذان کا حکم ہوا۔ پہلی اذان حضرت بلالؓ نے مسجدِ نبوی

سے ملحقہ ایک اونچے مکان جو کہ بنو نجار کی ایک خاتون کا تھا، پر کھڑے ہو کر دی۔

﴿ غزوہٴ ودان آقا ﷺ کا پہلا غزوہ ہے اور اسی کو غزوہٴ ابواء بھی کہتے ہیں پہلی ہجری میں

پیش آیا (بعض روایات میں دوسری ہجری بھی آتا ہے)۔ آقا ﷺ مدینہ سے چل کر

مقامِ ودان پر پہنچے یہاں قریش اور بنیِ ضمیرہ بن بکر سے جنگ کا ارادہ تھا۔ مگر بنیِ ضمیرہ

نے آقا ﷺ سے صلح کر لی جس شخص نے آقا ﷺ سے صلح کی اُن کا سردار خُشی بن عمرو

ضمیر تھا۔

﴿ سب سے پہلا علم جو نبی پاک ﷺ نے بنایا وہ عبیدہ بن حارث بن مطلب بن مناف

بن قصی کو عنایت کر کے ساٹھ ستر مہاجرین کے ساتھ جن میں کوئی انصاری شامل نہیں

تھا روانہ کیا۔ یہ قافلہ سریہ (شیتہ المرہ) کے پاس قریش کی ایک بھاری جماعت سے ملا

مگر جنگ نہیں ہوئی۔

﴿ غزوہٴ بواط بھی پہلی یا دوسری ہجری میں پیش آیا، اس میں بھی آقا ﷺ بذاتِ خود ۲۰۰

مسلمانوں کا دستہ جن میں مہاجر اور انصار دونوں شامل تھے اپنے ساتھ لے کر مقام

بواط تک پہنچے جو رضوی نامی پہاڑ کے دامن میں واقع ایک وادی ہے۔ خبر تھی کہ قریش

سردار امیہ بن خلف ایک سوشم شیر بکف بہادروں کو ساتھ لے کر اڑھائی ہزار اونٹوں کا

گلہ لے کر آ رہا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ اگر اُس کی نیت میں کوئی فتور ہو تو وہیں گھیر لیا جائے

لیکن جب اُس نے سنا تو دوسرے راستے سے نکل گیا۔

## آقا ﷺ کے غزوات

- (۱) غزوہ ودان یا غزوہ ابواء۔۔۔۔۔ پہلی یا ۲ ہجری۔  
 (۲) غزوہ بواط۔۔۔۔۔ پہلی یا ۲ ہجری۔  
 (۳) غزوہ سفوان۔۔۔۔۔ ۲ ہجری۔  
 (۴) غزوہ ذی العشیر۔۔۔۔۔ ۲ ہجری۔  
 (۵) غزوہ بدر <sup>عظمیٰ</sup>۔۔۔۔۔ ۲ ہجری۔  
 (۶) غزوہ بنی قینقاع۔۔۔۔۔ ۲ ہجری۔  
 (۷) غزوہ سویق۔۔۔۔۔ ۲ ہجری۔  
 (۸) غزوہ قرقرہ الکدر۔۔۔۔۔ ۲ ہجری۔  
 (۹) غزوہ غطفان۔۔۔۔۔ ۳ ہجری۔  
 (۱۰) غزوہ نجران یا بنی سلیم۔۔۔۔۔ ۳ ہجری۔  
 (۱۱) غزوہ أحد۔۔۔۔۔ ۳ ہجری۔  
 (۱۲) غزوہ حراء الاسد۔۔۔۔۔ ۳ ہجری۔  
 (۱۳) غزوہ بدر الموعود یا آخر۔۔۔۔۔ ۴ ہجری۔  
 (۱۴) غزوہ ذات الرقاع۔۔۔۔۔ ۴ ہجری۔  
 (۱۵) غزوہ بنی المصطلق یا المرسیع۔۔۔۔۔ ۵ ہجری۔  
 (۱۶) غزوہ دو متہ الجندل۔۔۔۔۔ ۵ ہجری۔  
 (۱۷) غزوہ بنی قریظہ۔۔۔۔۔ ۵ ہجری۔  
 (۱۸) غزوہ احزاب یا خندق۔۔۔۔۔ ۵ ہجری۔  
 (۱۹) غزوہ بنی لحيان۔۔۔۔۔ ۶ ہجری۔  
 (۲۰) غزوہ غابہ یا ذی فردا۔۔۔۔۔ ۶ ہجری۔  
 (۲۱) غزوہ صلح حدیبیہ۔۔۔۔۔ ۶ ہجری۔  
 (۲۲) غزوہ خیبر۔۔۔۔۔ ۷ ہجری۔  
 (۲۳) غزوہ فتح مکہ۔۔۔۔۔ ۸ ہجری۔  
 (۲۴) غزوہ حنین یا ہوازن۔۔۔۔۔ ۸ ہجری۔  
 (۲۵) غزوہ طائف۔۔۔۔۔ ۸ ہجری۔  
 (۲۶) غزوہ موتہ۔۔۔۔۔ ۸ ہجری۔  
 (۲۷) غزوہ تبوک۔۔۔۔۔ ۹/۱۰ ہجری۔

## آقا ﷺ کے جنگی ہتھیار

☆ آقا ﷺ کے پاس ۹ تلواریں تھیں۔ جن میں سے ۲ تلواریں وراثت میں ملیں، ۳ تلواریں مالِ غنیمت میں ہاتھ آئیں اور باقی ۴ تلواریں آپ ﷺ کی خدمت میں تحفہً پیش کی گئیں۔ ان میں سے ۸ تلواریں ترکی کے میوزیم ”توپا کی پلس“ اور ایک تلوار ”حسین مسجد“ قاہرہ، (مصر) میں محفوظ ہے۔

☆ تلواروں کے نام ہیں:

(۱) العضب: یہ تلوار جنگِ بدر کے موقع پر آقا ﷺ کے ایک عزیز نے بھجوائی یہ تلوار قاہرہ کی حسین مسجد میں محفوظ ہے۔

(۲) الماثور: یہ تلوار آقا ﷺ کے والدِ گرامی کی تھی جو آپ ﷺ کو ورتے میں ملی۔

(۳) الرسوب: یہ تلوار بھی آقا ﷺ کے والدِ گرامی کی تھی جو آپ ﷺ کو وراثت میں ملی۔

(۴) البتار: یہ تلوار غزوہٴ قینقاع میں مالِ غنیمت میں آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ اسے انبیاء کی تلوار کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ تلوار بہت سے انبیاء جن میں حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت زکریا، حضرت عیسیٰ اور دوسرے انبیاء شامل ہیں کے زیر استعمال رہی اور پھر آقا ﷺ تک پہنچی۔

(۵) الحتف: یہ تلوار حضرت داؤد نے اپنے ہاتھ سے بنائی یہ بھی غزوہٴ قینقاع کے مالِ غنیمت میں آقا ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی۔

(۶) القلعی: یہ تلوار زم زم کے کنویں سے نکالی گئی، یہ ”لہر“ کی طرز کی تلوار ہے۔

(۷) الذولفقار: یہ تلوار غزوہٴ بدر میں مالِ غنیمت میں آپ ﷺ تک پہنچی۔

- (۸) المنخدم: یہ تلوار حضرت علیؓ کو شام میں جنگ کے دوران ہاتھ آئی۔  
 (۹) القضیب: یہ تلوار راڈ کی طرح کی ہے۔ آپ ﷺ یہ جنگ کے لیے استعمال نہیں فرماتے تھے بلکہ یہ سفر کے دوران ساتھ رکھتے تھے۔

☆ آپ ﷺ کے پاس ایک ”ترکش“ (تیر رکھنے والا تھیلا) تھا۔ اس کا نام ”ارفق“ تھا۔

☆ آقا ﷺ کے پاس ۶ کمائیں تھیں جن کے نام تھے:

1: الزورا 3: الروحا 5: البيضاء

2: الكوم 4: الصفراء 6: السداد

☆ آقا ﷺ کے زیر استعمال ۷ زہر ہیں تھیں:

1: ذات الفضول 4: البترا 7: الخرنق

2: السغديہ 5: الفضة

3: ذات الوشاح 6: ذات الحوشي

☆ آقا ﷺ کے پاس دو خود تھے جن کے نام تھے: الموشح اور المسوغ۔

☆ تین ڈھالیں تھیں:- 1: الفتق 2: الزلوق 3: الموجر

☆ تین جنگی گرتے یا چبے تھے۔ اُن میں سے ایک ”الجمع“۔

☆ تین جنگی علم تھے:- 1: العقاب 2: اللواء 3: الصفراء۔

☆ ایک خیمہ تھا جس کا نام ”الرکن“ تھا۔

☆ ایک چھوٹی چھری تھی۔ اس چھری کا نام تھا ”العرجون“۔

☆ ایک لاشی یا عصا تھا۔ جس کا نام ”الممشوق“ تھا۔

☆ آقا ﷺ کے پاس ۵ برچھے تھے:

1: المشوی 2: لمنشني

اور تین کا نام ’رح‘ تھا جو بنی قینقاع سے حاصل ہوئے۔

## 2 ہجری

54-55 واں سال

### غزوہ سفوان :

۲ ہجری میں غزوہ سفوان پیش آیا۔ ”کرز بن جابر ضمہری“ نے مدینہ کی چراگاہ پر ڈاکہ ڈالا اور کچھ اونٹ ہانک کر لے گیا۔

حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ بنا کر اور حضرت علیؓ کو علمبردار بنا کر صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ وادی سفوان تک ڈاکو کا تعاقب کیا مگر ڈاکو اس قدر تیزی کے ساتھ بھاگے کہ ہاتھ نہیں آئے۔ چنانچہ حضور ﷺ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ وادی سفوان ”بدر“ کے قریب ہے۔ اس لیے اس غزوہ کو غزوہ بدرِ اولیٰ بھی کہتے ہیں۔ اس لیے غزوہ سفوان اور غزوہ بدرِ اولیٰ دونوں ایک ہی غزوہ کے نام ہیں۔

۱۵ شعبان، سوموار، ۲ ہجری میں تحویلِ کعبہ کا حکم ہوا (بعض روایات میں رجب بھی ہے) تحویلِ قبلہ یعنی قبلہ کی تبدیلی کا حکم، سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳، ۱۴۲ میں آیا ہے۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق جہاں جہاں جس جس کو جس وقت خبر ملی اس نے اپنا رُخ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف کر لیا۔

روایت ہے آپ ﷺ، بشیر بن براء بن معرورؓ کے ہاں دعوت پر تھے۔ وہاں نمازِ ظہر (بعض روایات عصر) کا وقت آ گیا، نماز کی دو رکعت ہی پڑھی گئی تھیں کہ یکا یک آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور اسی وقت سب لوگوں نے آپ ﷺ کی اقتدا میں اپنا رُخ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ مدینہ اور اس کے اطراف میں منادی

کرا دی گئی۔

براء بن عازب کہتے ہیں کہ ایک جگہ منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ لوگ رکوع میں تھے۔ چنانچہ انہوں نے رکوع میں ہی رُخ بدل لیا۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ بنو سلمہ میں یہ خبر اگلے دن صبح فجر میں پہنچی ایک رکعت ہو چکی تھی۔ کانوں میں آواز پڑی ”خبر دار رہو، قبلہ بدل کر کعبے کی طرف کر دیا گیا ہے۔ یہ سنتے ہی تمام نمازیوں نے رُخ بدل لیا۔ مسجد قبلتین جسے مسجد بنی سلمہ بھی کہتے ہیں۔ بنو سلمہ کے محلے میں واقع ہے جو کہ بحر رومہ کے قریب ہے۔ اس کو مسجد قبلتین اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں نماز دو قبلوں کی طرف (منہ کر کے) پڑھی گئی۔

۱۰ شعبان، دو ہجری میں رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ قرآن مجید کی سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۴-۱۸۳ کے ذریعے روزے کے احکامات نازل ہوئے۔

روزہ اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔

رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت، تیسرا عشرہ جہنم سے نجات کا ہے۔

روزہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک رکھا جاتا ہے۔ جان بوجھ کر روزہ چھوڑنے یا توڑنے کا کفارہ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

جنت کا ایک خاص دروازہ جس کا نام باب الریان ہے، اس سے صرف روزہ دار داخل ہونگے۔

رمضان کے آخری عشرے میں دس دن کا اعتکاف کیا جاتا ہے۔

رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ایک طاق رات لیلۃ القدر کی ہے۔ جو تیسویں پارے کی سورۃ القدر کے مطابق ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

رمضان کے لغوی معنی ”رکنا“ کے ہیں۔

دو ہجری میں مسلمانوں پر جہاد بھی فرض ہوا۔

جہاد کا لفظ جہد سے نکلا ہے، جس کا مطلب سعی یا کوشش کرنا ہے۔

- ☆ جہاد فی سبیل اللہ کا مطلب اللہ کی راہ میں لڑنا ہے۔
- ☆ آقا ﷺ کی حیات طیبہ میں ۲۸ غزوات اور ۵۴ یا ۵۶ سر یا ہوئے۔ غزوات وہ جنگیں ہیں جن میں آقا ﷺ نے خود بھی شرکت فرمائی، جبکہ سر یا وہ جنگیں ہیں جن میں آقا ﷺ نے شرکت نہیں فرمائی لیکن اسلامی لشکر کو بھیجا۔

### غزوہ ذی العشیر

- ☆ یہ غزوہ بھی ۲ ہجری میں پیش آیا۔ بواط سے واپسی سے دو یا تین ماہ بعد آنحضرت ﷺ نے ابوسلمہ بن عبداللہ کو مدینے میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور خود مسلمانوں کا دستہ لے کر وادی پنج میں مقام عشیرہ تشریف لائے۔ اس وقت اطلاع یہ تھی کہ ابوسفیان تجارت کا سامان لے کر شام کی طرف جا رہا ہے۔ یہ واقعہ جمادی الثانی، ۲ ہجری ۶۲۳ اکتوبر میں پیش آیا۔ اس غزوہ میں قبیلہ بنی مدینہ کے ساتھ معاہدہ ہو گیا۔

### غزوہ بدر:

- ☆ ۲ ہجری پہلے ہی رمضان میں غزوہ بدر لڑا گیا۔ آقا ﷺ ۸ رمضان، ۲ ہجری بدھ کے دن مسلمانوں کی قلیل تعداد کے ساتھ غزوہ بدر کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے حضرت حمزہؓ کو اسلامی لشکر کا پہلا سپہ سالار مقرر کیا گیا ۸ رمضان، ۲ ہجری کو جنگ بدر لڑی گئی۔ غزوہ بدر سے دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوا۔
- ☆ غزوہ بدر میں ۱۴ صحابہ کرام شہید ہوئے اور کفار کے ۷۰ افراد مارے گئے جبکہ ۷۰ کو قیدی بنا لیا گیا۔
- ☆ عرب کے دو بڑے سردار ابو جہل اور امیہ بن خلف اس غزوہ میں مارے گئے۔
- ☆ ابو جہل کو دونوں جوان بھائیوں معوذہ اور معاذ نے قتل کیا۔
- ☆ ۲۰ رمضان، ۲ ہجری غزوہ بدر میں فتح کے بعد آقا ﷺ اپنے جاں نثار ساتھیوں کے ساتھ مدینہ واپس تشریف لائے۔
- ☆ غزوہ بدر کو غزوہ فرقان بھی کہا جاتا ہے۔ غزوہ بدر کو بدر کا نام اس لیے دیا گیا کہ یہ



مقام بدر جو ایک گاؤں کا نام تھا اُس جگہ پیش آیا غزوہ بدر آقا ﷺ کے غزوات میں بہت عظیم غزوہ ہے۔

اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ جبکہ کفار کی تعداد ۱۰۰۰ تھی۔

اس غزوہ کو غزوہ بدر کبریٰ اور غزوہ بدر عظمیٰ بھی کہتے ہیں اس غزوہ میں مسلمانوں کے پاس ۳ گھوڑے، ۷۰ اونٹ، ۶ زرہیں اور ۸ شمشیریں تھیں۔ مشرکوں کے پاس سو گھوڑے، ۷۰ اونٹ اور ہر قسم کا سامان حرب موجود تھا۔ ہر سوار اور پیادہ زرہ پوش تھا۔

غزوہ بدر کے پہلے شہید مہج بن صالح تھے جو حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

**جنگ بدر کے بعد ۲ ہجری میں حضرت علیؓ اور حضرت**

**فاطمہؓ کا نکاح ہوا:**

یکم ذالحجہ ۲ھ کو حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ کا عقد ہوا۔

حضرت کے القابات میں بتول، طاہرہ، زہرہ، سید النساء اور خاتون جنت شامل ہیں۔

حضرت علیؓ نے اس رشتے کے لیے حضور ﷺ سے درخواست کی۔

حضور ﷺ نے پوچھا کہ ”آپ کے پاس حق مہر کے لیے کچھ ہے؟“ حضرت علیؓ

نے کہا، ”ایک تلوار، ایک زرہ اور ایک گھوڑا ہے۔“

آپ ﷺ نے کہا کہ تلوار اور گھوڑا تو بہت ضروری ہیں آپ کے لیے۔ البتہ زرہ بیچ دو۔

حضرت علیؓ نے ۴۸۰ درہم میں زرہ بیچ دی اور رقم لا کر نبی ﷺ کو دے دی۔

حضور ﷺ نے کچھ رقم حضرت بلالؓ کو دی اور گھر کی ضروری چیزیں لانے کو کہا،

حضرت بلالؓ ایک چکی، ایک مشکیزہ، ایک بستر چمڑے کا کھجور کی شاخوں سے بھرا، ایک

چمڑے کا تکیہ کھجور شاخوں سے بھرا، دو مرتبان اور کچھ استعمال کی چیزیں لے کر آئے۔

حضرت فاطمہؓ کا حق مہر ۴۰۰ درہم مقرر ہوا۔

مسجد نبوی میں نکاح ہوا۔

نکاح کے بعد حضور ﷺ نے کھجوروں کی ٹوکری منگوائی اور صحابہ میں تقسیم کی۔

☆ حضور ﷺ نے نکاح کے وقت خطبہ دیا۔

### زکوٰۃ کی فرضیت۔

☆ زکوٰۃ کی فرضیت بھی ۲ ہجری میں ہی ہوئی۔ ۷ ہجری میں زکوٰۃ کا مکمل نظام اور محرم ۹

ہجری میں زکوٰۃ کے تمام قوانین لاگو کیے گئے۔

☆ زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے چوتھا رکن ہے۔

☆ زکوٰۃ مسلمانوں پر فرض ہے۔

☆ غیر مسلمانوں کے لیے جزیہ ہے۔

☆ زرعی پیداوار کے لیے عشر ہے۔

☆ زکوٰۃ مال پر ۲.۵ فیصد کے لحاظ سے عشر زرعی پیداوار پر ۱/۵ فیصد وصول کیا جاتا ہے۔

☆ زکوٰۃ صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے۔ صاحب نصاب سے مراد جس کے پاس

۷.۵ تو لے سونا یا ۵۲.۵ تو لے چاندی یا اس کے برابر مال ہو۔

☆ زکوٰۃ کا لفظ قرآن مجید میں ۳۲ بار آیا ہے۔

☆ مکی سورتوں میں لفظ زکوٰۃ ۲۲ مرتبہ آیا ہے۔

☆ والدین، خاوند، بیوی اور اولاد کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

☆ قرآن کے مطابق ۸ قسم کے لوگ زکوٰۃ لے سکتے ہیں۔

☆ یکم شوال، ۲ ہجری، عید الفطر کی نماز (عیدین کی نمازوں کے اجتماع) اور صدقہ فطر کا

حکم ہوا۔

☆ دو ہجری میں حضرت محمد ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہؓ کا وصال ہوا، حضرت رقیہؓ حضرت

عثمان غنیؓ کی زوجہ محترمہ تھیں۔

☆ دو ہجری میں گستاخ رسول ﷺ ابو ملک یہودی اور عصماء یہودیہ کو قتل کیا گیا۔

### مدینہ میں پہلے بچے کی پیدائش:

☆ ۲ ہجری میں عبداللہ بن زبیر کی پیدائش ہوئی۔ یہ مدینہ میں پیدا ہونے والا پہلا مسلمان بچہ تھا۔

شہید کر دیا۔ ابوسفیان نے بستی عریض کے دو جھونپڑے اور کچھ درخت بھی جلا دیے اور دل کو تسلی دی کہ بدر کے مقتولین کا بدلہ لے لیا۔ مسلمانوں کو جب ابوسفیان کے بہادروں کے کارنامے کا پتہ چلا تو ان کی سرکوبی کے لیے ایک دستہ آقا ﷺ کی قیادت میں ان کے تعاقب کے لیے نکلا۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھی مسلمانوں کے خوف سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے، یہاں تک کہ اپنی سواریوں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اپنی ضرورت کے ستو جو تھیلوں میں ساتھ لائے تھے، گرانا شروع کر دیے۔ جنہیں مسلمانوں نے راستے سے اٹھالیا چونکہ ستو کو عربی میں سولق کہتے اس لیے اس غزوہ کا نام غزوہ سولق پڑ گیا۔ یہ غزوہ بھی ۲ ہجری میں پیش آیا۔

### غزوہ قرقرہ الکدر

☆ آنحضرت ﷺ نے ابوسفیان کے قافلے کا پیچھا قرقرہ الکدر تک کیا۔ جب قرقرہ الکدر پر آ کر دیکھا تو دشمن مدینہ کے راستے واپس بھاگ گئے اور بدر کی تلافی کے لیے جو لشکر ابوسفیان کی قیادت میں اپنے زخموں کا انتقام لینے نکلا تھا، ایک روایت کے مطابق چھپتا چھپاتا مدینہ پہنچا اور پھر اسی طرح چھپتا چھپاتا مکہ مکرمہ پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ چونکہ غزوہ سولق کے فوراً بعد قرقرہ الکدر تک ابوسفیان کے لشکر کا پیچھا کیا گیا، اس لیے غزوہ سولق یا غزوہ قرقرہ الکدر ایک ساتھ پیش آئے اور یہ بھی ۲ ہجری کا واقعہ ہے۔



## غزوہ بنو قینقاع

☆ یہ غزوہ بھی ۲ ہجری میں پیش آیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مسلمان خاتونؓ  
یہودیوں کے بازار بنو قینقاع میں سونار کی دکان سے کچھ زیور خریدنے گئی۔ دوکان دار  
اور وہاں پر موجود کچھ ہوس پرست یہودیوں نے اُسے نقاب اُٹانے کے لیے کہا لیکن  
اس پاک دامن بی بی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ سونار نے چپکے سے بی بی کے  
برقعے سے کیل گاڑ دیا جب وہ اُٹھنے لگی تو کھچاؤ سے نقاب اُتر گیا، اور وہ بے پردہ  
ہو گئیں۔ اس کے داویلہ کرنے سے ایک گزرتے مسلمان نے سونار کو قتل کر دیا۔ اور  
یہودیوں نے مل کر اُس مسلمان کو قتل کر دیا۔ یہودی مسلسل میثاق مدینہ کی اس طرح کی  
مختلف شرارتوں سے خلاف ورزی کر رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے یہودیوں کو پیغام  
بجھوایا کہ اگر وہ باز نہ آئے تو اُن کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو کفار مکہ کے  
ساتھ کیا گیا۔ لیکن یہود نے سمجھنے کی بجائے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے پہلے اُن لوگوں  
کے ساتھ جنگ کی ہے جن کو فنِ جنگ نہیں آتا تھا، ہم آپ ﷺ اور مسلمانوں کو مزہ چکھا  
دیں گے۔ چنانچہ اس جواب پر یہود کا محاصرہ کیا گیا۔ وہ بھاگ کر قلعے میں دبک گئے  
پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد یہودی اطاعت پر راضی ہو گئے۔ حضور ﷺ نے سب  
کے قتل کا حکم دیا۔ لیکن عبداللہ بن ابی کے رونے دھونے پر جلاوطن کر دیا۔

## غزوہ سویق

☆ بدر میں شکست کے بعد بچ جانے والے قریش سردار ابوسفیان نے قسم کھائی کہ جب  
تک وہ محمد ﷺ سے بدلہ نہیں لے لے گا اپنے اوپر غسل واجب نہیں ہونے دے گا۔  
چنانچہ شکست کے داغ دھونے اور کفار مکہ کی کھوئی ہوئی دھاک اور شان و شوکت بحال  
کرنے کے لیے وہ تقریباً چار سو بہادروں کا لشکر لے کر مدینہ کی طرف بڑھا، لیکن  
مسلمانوں کی گرفت کے ڈر سے بار بار راستہ بدلتا ہوا مدینہ کے قریب ”عریض“ کے  
مقام پر پڑاؤ کیا۔ جہاں اس کے دستے نے ایک انصاری اور اس کے ایک ساتھی کو

### 3 ہجری

56 واں سال

حضرت حفصہؓ سے نکاح

- ☆ شعبان ۳ ہجری میں آپ ﷺ کی شادی حضرت حفصہؓ سے ہوئی۔ اس نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۵۵ سال کچھ ماہ تھی۔
- ☆ حضرت حفصہؓ کے والد کا نام: حضرت عمر بن خطابؓ۔ ☆ والدہ کا نام: زینب بنت مقعونؓ۔
- ☆ قبیلہ: بنو عدی۔ ☆ حق مہر: ۴۰۰ درہم۔
- ☆ نکاح کے وقت عمر: ۲۲ سال۔ ☆ نبی پاک ﷺ سے رفاقت: تقریباً ۸ سال رہی۔
- ☆ وفات: شعبان ۴۵ ہجری میں ہوئی۔ ☆ کل عمر: ۶۳ سال تھی۔ مدفون: جنت البقیع، مدینہ میں مدفون ہیں۔
- ☆ مروی احادیث: ۶۰۔ ☆ نماز جنازہ مروانؓ نے پڑھائی

- ☆ ۳ ہجری میں آپ ﷺ کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ کی شادی حضرت عثمان غنیؓ سے ہوئی۔
- ☆ ۳ ہجری میں شراب کی حرمت کا پہلا حکم نازل ہوا۔
- ☆ غزوہ غطفان پیش آیا۔ مشرکین مکہ، قبیلہ غطفان اور قبیلہ سلیم پر حملہ آور ہونے کا ارادہ لیکر آئے۔ آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ بھی لشکر لے کر نکلے چنانچہ کفار بھاگ گئے اور ۵۰۰ اونٹوں کا گلہ چھوڑ گئے۔ آپ ﷺ نے خمس نکالنے کے بعد دو دو اونٹ ہر غازی میں بانٹ دیئے۔
- ☆ ۳ ہجری میں گستاخ رسول کعب بن ابورافع کو قتل کیا گیا۔
- ☆ ۱۵ رمضان ۳ ہجری کو نواسہ رسول حضرت امام حسن کی ولادت ہوئی۔

- ☆ حضرت امام حسنؑ، حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کے بڑے بیٹے ہیں۔
- ☆ حضرت امام حسنؑ آپ ﷺ کے نواسہ ہیں۔ ☆ مسلمانوں کے ۵ ویں خلیفہ ہیں۔
- ☆ حضرت امام حسنؑ کی صورت یعنی چہرہ آپ ﷺ سے بہت مشابہ تھا۔
- ☆ ۵ شوال، ۳ ہجری، جمعہ کی نماز کے بعد مدینہ سے جنگ اُحد کے لیے روانگی ہوئی۔
- ☆ ۶ شوال، ۳ ہجری، بمطابق ۲۲-۲۱ مارچ، ۶۲۵ عیسوی، جنگ اُحد لڑی گئی۔
- ☆ کفار کی غزوہ اُحد کے حوالے سے تیاری کی خبر حضرت عباسؑ نے دی۔
- ☆ غزوہ اُحد میں کفار کے لشکر کی قیادت ابوسفیان نے کی۔
- ☆ یہ پہلا غزوہ ہے جس میں مسلمان خواتین نے بھی شرکت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت فاطمہؓ زخمیوں کی مرہم پٹی فرماتی رہیں اور پانی پلاتی رہیں۔
- ☆ اس غزوہ میں آنحضرت ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔
- ☆ غزوہ اُحد میں حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ بھی شہید ہوئے۔ انہیں وحشی بن حرب نے شہید کیا اور کلیجہ نکال کر چبایا۔ حضرت امیر حمزہؓ کی اس جانبازی اور قربانی کے سبب حضور ﷺ نے انہیں سید الشہداء کا لقب دیا۔
- ☆ یہ غزوہ بغیر کسی نتیجہ کے ختم ہو گیا۔ اس غزوہ میں ۷۰ صحابہ کرام شہید ہوئے۔
- ☆ احد مدینہ منورہ کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے۔ یہ غزوہ اسی جگہ ہوا۔ قریش مکہ جب بدر سے بُری شکست کھا کر مکہ واپس ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ کاروان تجارت جس کو ابو سفیان ساحلی راستے سے بچا کر نکال لائے تھے اُس کا اصل سرمایہ اور منافع دارالندوہ میں بطور امانت محفوظ ہے۔ بدر کی اس بے طرح ہزیمت اور ذلت آمیز شکست کا زخم ویسے تو ہر شخص کے دل میں ہر اتھا۔ لیکن جن لوگوں کے باپ، بیٹے، بھائی، بھتیجے خویش اور اقارب بدر میں مارے گئے ان کو رہ رہ کر جوش آتا تھا، جذبہ انتقام سے ہر شخص کا سینہ لبریز تھا۔ بالآخر ابوسفیان بن حرب، عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام، حویطب بن عبدالعزیٰ، صفوان بن امیہ اور دیگر سرداران

قریش ایک مجلس میں اکٹھے ہوئے اور دیکھا کہ کاروان تجارت بطور امانت محفوظ ہے۔ اس میں سے اصل سرمایہ تو تمام شرکاء میں بقدر حصص تقسیم کیا جائے اور زر منافع کلیہ محمد ﷺ سے جنگ کی تیاری میں صرف کیا جائے تاکہ ہم مسلمانوں سے اپنے باپ بیٹوں اور دوسرے رشتہ داروں کا انتقام لیں چنانچہ ۵۰ ہزار دینار اس کے لیے مختص کر دیئے۔ یہ خبر پاتے ہی آپ ﷺ نے حضرت انس و مونس کو قریش کی خبر لینے کے لیے روانہ کیا۔ انہوں نے آکر اطلاع دی کہ قریش کا لشکر مدینہ کے بالکل قریب آپہنچا۔ حضور ﷺ ۱۰۰۰ افراد کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ لیکن رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جوہر ۳۰۰ آدمیوں کی جمعیت ساتھ لایا تھا یہ کہ کرواپس ہو گیا کہ میرا مشورہ یارائے نہیں مانی گئی کہ جنگ مدینہ کے اندر رہ کر کی جائے۔ اب نبی ﷺ کے ساتھ صرف ۷۰ صحابہ رہ گئے۔ جن میں صرف ۱۰۰ آدمی زرہ پوش تھے اور سارے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے ایک آپ ﷺ کا اور دوسرا ابو بردہ بن دنار حارثی کا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ۵۰ تیر اندازوں کا ایک دستہ جبل احد کے پیچھے تعین کیا تاکہ قریش پشت سے حملہ نہ کر سکیں اور عبداللہ بن جبیرؓ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور حکم دیا مشرکین پر مکمل غلبہ بھی دیکھو تو یہاں سے نہیں ہٹنا۔

☆ قریش کا لشکر بدھ کو مدینہ پہنچ کر پڑاؤ ڈال چکا تھا۔ جس کی تعداد ۳۰۰۰ تھی۔ جن میں ۷۰۰ زرہ پوش دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ اور اشراف مکہ کی ۱۵ عورتیں ساتھ تھیں۔ جو اشعار پڑھ پڑھ کر مردوں کو جوش دلاتی تھیں۔ جنگ شروع ہوئی۔ مسلمانوں نے غلبہ پالیا۔ تیر اندازوں کی اس جماعت نے جو کہ درہ کی حفاظت کے لیے بٹھائی گئی تھی۔ جب یہ دیکھا کہ فتح ہو گئی ہے اور مسلمان مال غنیمت سمیٹنے میں مشغول ہیں۔ یہ بھی اسی طرف بڑھے۔ ان کے امیر عبداللہ بن جبیرؓ نے بہت روکا لیکن وہ نہ رکے۔ مرکز پر صرف عبداللہ بن جبیر اور الوگ رہ گئے۔ حکم نبی ﷺ کے خلاف کرنا تھا کہ یکا یک فتح شکست میں بدل گئی۔ خالد بن ولید نے درہ خالی

دیکھ کر حملہ کر دیا۔ اور عبداللہ بن جبیرؓ ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کے پاؤں مکمل طور پر اکھڑ گئے۔ لیکن لغزش نہیں آئی تو حضور ﷺ کے پاؤں میں نہیں آئی۔

☆ ۷ شوال، ۳ ہجری، اتوار کے دن، ابوسفیان کی فوج کا حمرہ الاسد تک پیچھا کیا گیا۔ اس غزوہ کو حمرہ الاسد کہتے ہیں۔

☆ جنگ اُحد کے فوراً بعد، ۳ ہجری میں سود کی ممانعت کا حکم نازل ہوا۔

☆ اس غزوہ کے بعد، ۳ ہجری میں یتیموں کے حقوق کے احکامات نازل ہوئے۔

☆ غزوہ اُحد کے بعد وراثت کے قوانین کے حوالے سے احکامات نازل ہوئے۔

☆ ۳ ہجری میں ہی شادی کے احکامات، بیوی کے حقوق اور مشرکین سے شادی کی

ممانعت کے احکامات نازل ہوئے۔

### ام المساکین حضرت زینبؓ سے نکاح

☆ ۳ ہجری کے اختتام پر ام المساکین حضرت زینبؓ سے آپ ﷺ کا نکاح

ہوا۔ اس نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 56 سال تھی۔

☆ حضرت زینبؓ کے والد کا نام: خزیمہ ☆ والدہ کا نام: ہندہ۔

☆ قبیلہ: عامر بن صعصہ۔ ☆ نکاح: ۳ ہجری (بعض روایات کے مطابق

۴ ہجری کے شروع میں ہوا)

☆ حق مہر ۵۰۰ درہم ☆ عمر بوقت نکاح ۳۰ سال۔

☆ آپ ﷺ کے ساتھ رفاقت: چند ماہ۔ ☆ کل عمر: ۳۰ سال چند ماہ

☆ دفن: جنت البقیع مدینہ: ☆ مروی احادیث: چند احادیث۔

☆ نماز جنازہ: حضرت زینبؓ کی نماز جنازہ آپ ﷺ نے خود پڑھائی۔

☆ غزوہ نجران یا بنی سلیم بھی ۳ ہجری میں ہوا۔

☆☆☆



## 4 ہجری

57 واں سال

- ☆ صفر ۴ ہجری میں واقعہ رجب جس میں ۱۰ اصحابہ کرام کو دھوکہ سے شہید کیا گیا، پیش آیا۔
- ☆ ربیع الاول ۴ ہجری میں غزوہ بنو نضیر ہوا۔ جس میں بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا گیا۔
- ☆ ربیع الاول ۴ ہجری میں 'ام المؤمنین' حضرت زینبؓ کا وصال ہوا۔ آپ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں اور نکاح کے صرف تین ماہ بعد آپ کا وصال ہو گیا۔
- ☆ یکم دیقعد جمعہ ۴ ہجری کو پردے یعنی حجاب کا حکم نازل ہوا۔
- ☆ ۴ ہجری میں شراب کی مکمل حرمت کا حکم نازل ہوا۔
- ☆ ذیقعد ۴ ہجری میں ہی دوسری جنگ بدر لڑی گئی۔ جس میں ابوسفیان نے شرکت نہیں کی۔

### حضرت ام سلمہؓ سے نکاح

- ☆ شوال ۴ ہجری میں آپ ﷺ کی شادی حضرت ام سلمہؓ سے ہوئی۔ آپ ﷺ اُس وقت ۵۷ برس کے تھے۔
- ☆ حضرت ام سلمہ کے والد کا نام: ابو امیہ۔ ☆ والدہ کا نام: عاتکہ۔
- ☆ قبیلہ: بنو مخزوم۔ ☆ حق مہر: ۵۰۰ درہم۔ عمر بوقت نکاح: ۲۴ سال۔
- ☆ نبی ﷺ سے رفاقت: ساڑھے چھ سال۔ ☆ کل عمر: ۸۴ برس۔
- ☆ وفات: ۶۷ ہجری۔ ☆ مدفون: جنت البقیع مدینہ۔
- ☆ مروی احادیث: ۳۷۸۔ ☆ نماز جنازہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے پڑھائی۔

## حضرت زینبؓ سے نکاح

- ☆ ذیقعد ۴ ہجری میں آپ ﷺ کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہوا۔
- ☆ حضرت زینب کے والد کا نام: جحش۔ ☆ والدہ کا نام: امیمہ۔
- ☆ قبیلہ: بنو اسد بن خزیمہ۔ ☆ حق مہر: ۴۰۰ درہم۔ عمر بوقت نکاح: ۳۸ سال۔
- ☆ نبی ﷺ سے رفاقت: تقریباً ۶ سال۔ ☆ وفات: ۲۰ ہجری۔
- ☆ کل عمر: ۵۳ سال۔
- ☆ مدفون: جنت البقیع، مدینہ۔
- ☆ مروی احادیث: ۱۱۔
- ☆ نماز جنازہ: حضرت عمرؓ نے پڑھائی۔

- ☆ ۵ شعبان المعظم، ۴ ہجری (بعض روایات میں ۳ شعبان) میں نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی۔
  - ☆ آقا ﷺ، حضرت امام حسینؓ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت امام حسینؓ کی خود تربیت فرمائی۔
  - ☆ حضرت امام حسینؓ کا لقب سید الشہداء ہے۔ آپؓ نے ۱۰ محرم ۶۱ ہجری میں میدانِ کربلا میں قربانی دے کر دینِ اسلام کے پرچم کو ہمیشہ کے لئے سر بلند کر دیا۔
  - ☆ ۴ ہجری میں ”سریہ بیر معونہ“ ہوا۔ اس میں حفاظ صحابہ کو دھوکہ سے قتل کیا گیا۔ جن کی تعداد ۷ تھی۔
  - ☆ غزوہ ذات الرقاع بھی ۴ ہجری میں پیش آیا۔
- ☆☆☆

## 5 ہجری

58 واں سال

- ☆ ربیع الاول ۵ ہجری میں غزوہ دومۃ الجندل پیش آیا۔
- ☆ ۳ شعبان ۵ ہجری میں غزوہ بنو المصطلق پیش آیا۔
- ☆ غزوہ بنو المصطلق جاتے ہوئے شعبان ۵ ہجری میں تیمم کا حکم نازل ہوا۔
- ☆ شوال ۵ ہجری میں غزوہ احزاب پیش آیا (بعض روایات میں ذیقعد بھی ہے)۔

### حضرت جویریہؓ سے نکاح

- ☆ شعبان ۵ ہجری میں آقا ﷺ نے حضرت جویریہؓ کو نکاح کا اعزاز بخشا۔ حضرت جویریہؓ سے نکاح کے وقت آقا ﷺ کی عمر مبارک ۵۸ سال کچھ ماہ تھی۔
- ☆ حضرت جویریہ کے والد کا نام: حارث۔۔۔ قبیلہ بنو مصطلق۔
- ☆ حق مہر: ۴۰۰ درہم۔ ☆ عمر بوقت نکاح: ۲۰ سال
- ☆ آقا ﷺ سے رفاقت: تقریباً ۶ سال۔ ☆ وفات: ربیع الاول ۵۰ ہجری۔
- ☆ کل عمر: ۶۵ سال۔ ☆ مدفون: جنت البقیع، مدینہ۔ مروی احادیث۔ ۷
- ☆ نماز جنازہ۔ حضرت مروانؓ نے پڑھائی۔

- ☆ غزوہ احزاب کا دوسرا نام غزوہ خندق بھی ہے۔
- ☆ اسے غزوہ خندق اس لیے کہتے ہیں کہ کفار کی فوج سے بچاؤ کے لیے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے مدینے کے شمال کی جانب ایک خندق کھود دی گئی۔ خندق کے

کھودنے میں ۲ مہینے لگے۔ چنانچہ قریش اور اس کے اتحادی قبائل کا ۱۰ ہزار کا لشکر تقریباً ایک مہینہ مدینہ کا محاصرہ کرنے کے باوجود خندق عبور نہ کر سکا۔ اور پھر اللہ نے کفار کے لشکر پر تیز ہوا چھوڑ دی آخر کار ایک شدید سرد طوفانی رات میں مایوسی کی حالت میں ذیقعد ۵ ہجری کے آخر میں کفار محاصرہ اٹھا کر چلے گئے۔

☆ اس غزوہ میں حضرت صفیہؓ نے ایک یہودی کو قتل کیا۔

☆ ۵ ہجری میں ہی غزوہ بنو قریظہ پیش آیا۔

☆ ۵ ہجری میں ہی حضرت سعد بن معاذؓ کی وفات غزوہ خندق میں لگنے والے زخم سے

ہوئی۔

☆☆☆

## 6 ہجری

### 59 واں سال

- ☆ ذیقعد ۶ ہجری میں معاہدہ حدیبیہ ہوا۔
- ☆ ۶ ہجری میں بیت رضوان ہوئی۔
- ☆ ذالحجہ۔ ۶ ہجری میں حدیبیہ سے مدینہ کی طرف واپسی ہوئی۔
- ☆ ذالحجہ۔ ۶ ہجری میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے اسلام قبول کیا۔
- ☆ ذالحجہ۔ ۶ ہجری میں حضرت عمرو بن عاصؓ نے اسلام قبول کیا۔
- ☆ ۶ ہجری حدیبیہ سے واپسی کے بعد عالمی سربراہوں کو خطوط بھجوانے کا سلسلہ شروع ہوا۔
- آقا ﷺ نے مختلف سربراہان تک پیغام پہنچانے کے لئے مختلف سفیروں کو مقرر کیا جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:
- (۱) عمرو بن العاص۔۔۔۔۔ بطرف۔۔۔۔۔ شاہان عمان (جیفر و عبد پسران الجندی)
- (۲) وحیہ بن خلیفہ کلبیؓ۔۔۔۔۔ بطرف۔۔۔۔۔ ہرقل (روم)
- (۳) عبد اللہ بن حذافہؓ۔۔۔۔۔ بطرف۔۔۔۔۔ کسریٰ ایران (خسرو پرویز)
- (۴) عمرو بن امیہ ضمیرؓ۔۔۔۔۔ بطرف۔۔۔۔۔ نجاشی حبشہ اصحمہ
- (۵) حاطب بن ابولتعمہؓ۔۔۔۔۔ بطرف۔۔۔۔۔ مقوقس (شاہ مصر و اسکندریہ)
- (۶) سلیط بن عمروؓ۔۔۔۔۔ بطرف۔۔۔۔۔ رئیس یمامہ (ہوزہ)
- (۷) علا بن حضرمیؓ۔۔۔۔۔ بطرف۔۔۔۔۔ رئیس بحرین (منذر بن ساوی)
- (۸) شجاع بن وہب اسدیؓ۔۔۔۔۔ بطرف۔۔۔۔۔ رئیس عنان (حارث بن ابی شمر الغسانی)
- (۹) مہاجر بن امیہ مخزومیؓ۔۔۔۔۔ بطرف۔۔۔۔۔ رئیس یمن (حارث حمیری)
- ☆ ان بادشاہوں کو دعوت اسلام دینے کے لئے آقا ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی جس پر

”محمد الرسول اللہ“ کندہ تھا۔ اور دعوتی خطوط پر اس انگوٹھی کی مہر لگائی جاتی تھی۔

☆ ذالحجہ ۶ ہجری میں لے پالک بیٹوں (منہ بولے بیٹوں) کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

☆ ۶ ہجری میں سورہ الفتح نازل ہوئی۔

☆ ۶ ہجری میں غزوہ بنی لحيان پیش آیا۔

☆ ۶ ہجری میں غزوہ غابہ یا ذی فردا پیش آیا۔

☆☆☆

## 7 ہجری

60 واں سال

☆ محرم ۷ ہجری میں غزوہ خیبر پیش آیا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد ۴۰۰۰ تھی۔ جن میں ۲۰۰ گھڑسوار تھے۔ خیبر یہود کا مضبوط قلعہ تھا۔ مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کیا۔ لیکن یہود نے قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا۔ کامیابی کی کوئی اُمید نظر نہیں آتی تھی۔ آخر کار آقا ﷺ نے علم حضرت علیؓ کو سونپا۔ مسلمانوں نے پوری قوت سے حملہ کیا اور خیبر فتح ہو گیا۔ اس غزوہ میں ۱۶ صحابہؓ کرام شہید ہوئے اور یہود کے ۱۹۳ افراد قتل ہوئے۔

### حضرت صفیہؓ سے نکاح

☆ محرم ۷ ہجری میں آقا ﷺ کی شادی حضرت صفیہؓ سے ہوئی۔ اس شادی کے وقت آقا ﷺ کی عمر مبارک ۶۰ برس تھی۔

☆ حضرت صفیہؓ کے والد کا نام: خنی۔۔۔ والدہ کا نام: برہ

☆ قبیلہ: بنو اسرائیل (آپ حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھیں)۔

☆ حق مہر: آزادی۔۔۔ عمر بوقت نکاح: ۱۶ سال

☆ آقا ﷺ سے رفاقت: تقریباً ۳ سال کچھ ماہ۔

☆ وفات: رمضان ۵۰ ہجری۔ کل عمر: ۶۰ سال

☆ مدفون: جنت البقیع۔۔۔ مروی احادیث (۱۰)۔

☆ ۷ ہجری میں حضرت جعفر ابن المطلبؓ اور ان کے ساتھی مہاجرین کی حبشہ سے واپسی ہوئی۔

☆ ۷ ہجری میں زینب بنت حارثؓ نے بکری کے گوشت کا زہریلا ٹکرا آپ ﷺ کو ہدیہ کیا۔

### حضرت میمونہؓ سے نکاح

- ☆ شوال ۷ ہجری آقا ﷺ کا نکاح حضرت میمونہؓ سے ہوا۔ اس نکاح کے وقت آقا ﷺ کی عمر ۶۰ سال (تقریباً) تھی۔
- ☆ حضرت میمونہؓ کے والد کا نام: حارث۔۔ والدہ کا نام: ہندہ
- ☆ قبیلہ:۔ قیس بن عیلان۔ حق مہر:۔۔ ۵۰۰ درہم
- ☆ عمر بوقت نکاح: ۳۶ سال۔ آقا ﷺ سے رفاقت:۔ تقریباً ۳ سال
- ☆ وفات: ۵۱ یا ۶۶ ہجری۔۔ کل عمر ۸۰ سال۔ مدفون: موضع ”سر“ مروی احادیث: ۳۶ یا ۷۶۔
- ☆ نماز جنازہ: حضرت ابن عباس نے پڑھائی۔

### حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح

- ☆ ۷ ہجری میں آقا ﷺ کا نکاح حضرت ام حبیبہؓ سے ہوا۔ اس نکاح کے وقت آقا ﷺ کی عمر مبارک ۶۰ سال کچھ ماہ تھی۔
- ☆ حضرت ام حبیبہؓ کے والد کا نام: حضرت ابوسفیانؓ۔۔ والدہ کا نام: صفیہ
- ☆ قبیلہ: بنو امیہ۔۔ حق مہر: ۴۰۰ درہم
- ☆ عمر بوقت نکاح: ۳۷ سال۔ آقا ﷺ سے رفاقت: ۳ سال سے زائد
- ☆ وفات: شعبان ۴۴ ہجری۔ کل عمر ۷۳ سال۔
- ☆ مدفون: جنت البقیع (مدینہ) مروی احادیث: (۶۵)۔

☆ ۷ ہجری میں گدھے کے گوشت کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔

☆☆☆



## ۸ ہجری

61 واں سال

☆ یکم جمادی الاول ۸ ہجری میں غزوہ موتہ ہوا۔ غزوہ موتہ میں مسلمانوں کے لشکر کی تعداد ۳۰۰۰ تھی جبکہ رومی فوجیوں کی تعداد ۱۰۰۰۰ تھی۔ غزوہ موتہ کے موقع پر تین مسلمان سپہ سالار حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ پہ در پہ شہید ہوئے جزیرہ العرب سے باہر مسلمانوں کا یہ پہلا معرکہ تھا۔ آخر کار حضرت خالد بن ولید سپہ سالار بنے اور ان کی حکمتِ عملی سے مسلمان شکست سے بچ گئے اور یہ جنگ بغیر ہارجیت کے فیصلے کے ختم ہوئی۔

☆ رجب ۸ ہجری میں غیر مسلموں کی طرف سے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کی گئی۔

☆ ۱۰ رمضان ۸ ہجری بدھ کے دن مکہ کی فتح کے لئے مدینہ سے سفر کا آغاز کیا گیا۔

☆ تفصیلات کچھ یوں ہیں: صلح حدیبیہ میں مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان طے پایا

تھا کہ دونوں ۱۰ سال تک آپس میں جنگ نہیں کریں گے اور عرب قبائل جس فریق

کیساتھ ملنا چاہیں مل جائیں بنو خزاعہ نے مسلمانوں جبکہ بنو بکر نے قریش مکہ سے

معاہدہ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد پرانی دشمنی کی بنا پر بنو بکر نے بنو خزاعہ پر رات کی تاریکی

میں حملہ کر دیا۔ بنو خزاعہ نے مجبوراً خانہ کعبہ میں پناہ لی، لیکن بنو بکر نے حرم میں داخل

ہو کر بنو خزاعہ کا خون بہایا۔ قریش نے بنو بکر کا بھرپور ساتھ دیا۔

☆ بنو خزاعہ نے آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا معاملہ کہہ سنایا اور حلیف کے طور

پر مدد چاہی۔ آقا نے فرمایا آپ کی ضرور مدد کی جائے گی۔

☆ آقا ﷺ نے اپنے ایک نمائندہ کو قریش کے پاس تین شرائط دے کر بھیجا:

(۱) مقتولین کا خون بہادیں۔

- (۲) بنو بکر کی حمايت سے دستبردار ہوں۔
- (۳) یا معاہدہ حدیبیہ ختم کر دیں۔
- ☆ قریش مکہ نے تیسری شرط قبول کر لی۔ لیکن بعد میں اس کے سنگین نتائج کا سوچ کر معاہدے کی تجدید کرنا چاہی۔
- ☆ آقا ﷺ نے ابوسفیان جو قریش مکہ کا نمائندہ بن کر آیا تھا اس کو کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ دوسرے صحابہ سے بھی ملا لیکن ناکام واپس لوٹ گیا۔
- ☆ آقا ﷺ نے ۱۰ ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ کی طرف کوچ کا حکم دیا اور آخری پڑاؤ ”مرا لظہر“ پر کیا۔
- ☆ قریش مکہ کو لشکر کی آمد کی خبر ہو گئی۔ لشکر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ آقا ﷺ کے خیمے کے پاس سے گزرے تو حفاظت پر متعین دستے نے انہیں پکڑ کر آقا ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مسلمانوں کے لشکر کو آقا ﷺ نے جنگی حکمتِ عملی کے تحت ٹولیوں میں پھیلا کر آگ کے الاؤ جلا رکھنے کا کہا تھا اس لئے مسلمان اصل تعداد سے بہت زیادہ لگتے تھے۔ ابوسفیان اتنی بڑی تعداد دیکھ کر بہت مرعوب ہو چکا تھا۔ چنانچہ آقا ﷺ کی دعوت پر اسلام لے آیا۔ آقا ﷺ نے اُسے مکہ واپس جانے کی اجازت دے دی۔ اُس نے مکہ واپس لوٹ کر قریش کو بتایا ہم اسلامی لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ آقا ﷺ ۲۰ رمضان ۸ ہجری کو بغیر جنگ کے فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوئے۔
- ☆ آقا ﷺ مسجد حرام کے اندر تشریف لے گئے۔
- ☆ حجرِ اسود کو چوما۔
- ☆ اپنی اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف کیا۔
- ☆ اپنی کمان سے کعبہ میں رکھے ۳۶۰ بت گرائے۔
- ☆ کعبہ میں نماز ادا کی۔

- ☆ اور پھر باہر آ کر تمام قریش کو معاف کر دیا۔
- ☆ فتح مکہ کے بعد شوال ۸ ہجری میں غزوہ طائف پیش آیا۔ اس غزوہ میں مجاہدین کی تعداد ۱۲۰۰۰ تھی۔ اس غزوہ میں شہر طائف کا محاصرہ کیا گیا۔
- ☆ شوال ۸ ہجری میں غزوہ حنین بھی پیش آیا۔ یہ غزوہ مسلمانوں اور دو قبیلوں ہوازن اور ثقیف اور دوسرے قبائل کے درمیان ہوا۔
- ☆ حنین مکہ سے تقریباً ۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک وادی ہے۔ اس وادی کے دو قبیلے ہوازن اور ثقیف اپنے آپ کو بہت بہادر اور طاقتور سمجھتے تھے۔ ان کو غلبہ اسلام پسند نہ آیا۔ اسلام قبول کرنے کی بجائے انہوں نے مدینہ پر حملے کی تیاری شروع کر دی۔
- ☆ بنو ہوازن کا سردار مالک بن عوف تمام قبائل کے مال مویشی بچے اور خواتین بھی میدان جنگ میں لے آیا تا کہ قبائل کے جنگجو پوری طاقت سے لڑیں۔ یہ تمام قبائل وادی اوطاس میں ٹھہرے۔
- ☆ آقا ﷺ کو خبر ملی تو ۶ شوال ۸ ہجری کو ۱۲ ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مسلمان اپنے لشکر کی تعداد دیکھ کر بہت گھمنڈ میں تھے کہ اب ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ اسلامی لشکرات کو حنین پہنچا۔ مالک بن عوف پہلے ہی پہنچ کر مختلف جگہوں پر لشکر چھپا چکا تھا۔ جونہی اسلامی لشکر پہنچا بے خبری میں ان پر تیروں کی بارش شروع کر دی گئی۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے کسی کو کسی کا ہوش نہ رہا سب بھاگے جا رہے تھے۔ اس موقع پر صرف اللہ کے رسول آقا ﷺ ثابت قدمی سے آگے بڑھ رہے تھے اور کفار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہے تھے ”میں اللہ کا نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں“۔ آقا ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو کہا صحابہ کو آواز دیں۔ حضرت عباسؓ کی آواز بہت اونچی تھی۔ حضرت عباسؓ نے آواز دی بیت رضوان والو کہاں ہو۔ یہ سن کر تمام مسلمان اکٹھے ہو گئے۔ آقا نے ایک مٹھی مٹی کی بھر کر لشکر پر پھینکی چنانچہ دشمن کے ہر آدمی کی آنکھ میں مٹی بھر گئی۔ دشمن کی قوت ٹوٹ گئی اور مسلمان فتح

یاب ہوئے، بنو ثقیف کے ۷ لوگ مارے گئے، مرد خواتین بچے اور مال بہت سا مال غنیمت میں ہاتھ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی آیات ۲۵-۲۶ میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

- ☆ ۸ ہجری میں آقا ﷺ کی پیاری بیٹی حضرت زینبؓ کا وصال ہوا۔
- ☆ ۸ ہجری میں سود قطعی طور پر حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔
- ☆ ۸ ہجری میں حضرت امیر معاویہؓ نے اسلام قبول کیا۔
- ☆ ۸ ہجری میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والد "حضرت ابو قحافہ" نے اسلام قبول کیا۔
- ☆ ۸ ہجری میں نبی آخر الزماں ﷺ کے ہاں فرزند حضرت ابراہیمؑ کی ولادت ہوئی۔
- ☆ ۸ ہجری میں حضرت ابوسفیان فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔
- ☆ ۸ ہجری میں آپ ﷺ نے عمرہ القضاء فرمایا اور مکہ میں تین دن قیام کیا۔
- ☆ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات سے تقریباً ایک مہینے کے لیے علیحدگی فرمائی۔
- ☆ ۸ ہجری میں پہلی مرتبہ مسجد میں ممبر بنایا گیا۔
- ☆ ۸ ہجری میں ہوازن سے وفد آیا۔



## 9 ہجری

62 واں سال

☆ محرم ۹ ہجری میں زکوٰۃ کی تنظیم کا حکم ہوا۔

☆ رجب ۹ ہجری ۶۳۱ عیسوی میں غزوہ تبوک پیش آیا۔

تفصیلات کچھ یوں ہیں کہ فتح مکہ کے بعد آقا ﷺ نے بہت سی ریاستوں کے سربراہوں کو خط لکھے۔ لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ بہت سے حکمران مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خوفزدہ تھے۔ روم کا حکمران ”ہرقل“ ان میں سے سرفہرست تھا۔ اُس نے ۴۰ ہزار کا لشکر تیار کیا۔ آقا ﷺ کو اطلاع ملی کہ رومی فوجیں حملہ کرنے کے لئے شام کی سرحد پر اکٹھی ہو رہی ہیں۔ آقا ﷺ نے صحابہ کرام کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا۔ مسلمانوں پر قحط سالی کی وجہ سے تنگدستی کا وقت تھا۔ لیکن پھر بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ نے گھر کا سارا سامان، حضرت عمرؓ نے آدھا سامان، حضرت عثمانؓ نے ۹۰۰ اونٹ، ۱۰۰ گھوڑے، ۱۰۰۰ دینار اور ۲۰۰ اوقیہ چاندی خدمت میں پیش کی۔ اس کے علاوہ تمام صحابہ نے بڑھ چڑھ کے حصہ لیا۔ بعض صحابہ کے پاس کچھ نہیں تھا انہوں نے جانیں پیش کیں۔ سورہ توبہ آیت ۹۲ میں اللہ نے ایسے صحابہ کی تعریف کی جو کچھ نہ ہونے کی وجہ سے آنسو بہا رہے تھے۔ ۳۰ ہزار مسلمانوں کا لشکر تیار ہو گیا، یہ آقا ﷺ کے غزوات میں سب سے بڑا لشکر تھا۔ مسلمانوں کے پاس سواریاں کم ہو نے کی وجہ سے ۵۰۰ میل کا سفر بہت سے صحابہ نے پیدل طے کیا۔ ۱۸ آدمیوں کے لئے صرف ایک اونٹ تھا۔ سامان کی کمی اور سفر کی دشواریوں کی وجہ سے اسے ”جیش العسر“ تنگی کا لشکر کہا گیا۔ مسلمانوں کی جرأت مندانہ پیش قدمی کے نتیجے میں رومی فوجیں اسلامی لشکر کے مقابلے کی ہمت نہ کر سکیں اور یہ غزوہ مسلمانوں نے بغیر لڑائی

کے جیت لیا۔ مدینہ واپسی پر اسلامی لشکر کا، عورتوں، بچوں اور بچیوں نے ایسے والہانہ انداز میں استقبال کیا جیسے آقا ﷺ کی مدینہ پہلی بار آمد پر کیا تھا۔ اس کامیابی سے مسلمانوں کی دھاک پوری دنیا میں پھیل گئی۔ اسلامی سلطنت کی سرحدیں وسیع ہوئیں اور بہت سے سرحدی قبائل نے جزیہ دے کر مسلمانوں کی اطاعت قبول کی۔

☆ ۹ ہجری غزوہ تبوک کے موقع پر جزیہ کا حکم نازل ہوا۔

☆ تبوک سے واپسی پر مسجد ضرار کو منہدم کر کے آگ لگا دی گئی۔

☆ ۹ ہجری میں کعب بن زبیر کی معافی ہوئی اور انہوں نے قبول اسلام کیا۔

☆ ۹ ہجری کو ”عام الفود“ یعنی فود کا سال بھی کہتے ہیں۔ اس سال ۷۰ سے زائد فود

آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

☆ ۹ ہجری میں سورہ توبہ کا نزول ہوا۔

☆ ۹ ہجری کو مالدار مسلمانوں پر حج سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۹۷ کے ذریعے فرض ہوا۔

☆ ۹ ہجری میں ہی آقا ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ایک جماعت کا امیر مقرر کر کے

حج کی ادائیگی کے لئے روانہ فرمایا۔

☆ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول کی موت ۹ ہجری میں ہوئی۔

☆☆☆

## 10 ہجری

63 واں سال

- ☆ ۱۰ ہجری میں آپ ﷺ نے حج بیت اللہ جو کہ حجۃ الوداع بھی کہلاتا ہے ادا کیا۔ اس حج کے دوران ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام آپ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔
- ☆ حجۃ الوداع پر آپ ﷺ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا، وہ خطبہ حجۃ الوداع کہلاتا ہے۔
- ☆ ۲۶ ذیقعد ۱۰ ہجری ہفتے والے دن حجۃ الوداع کے لئے ظہر اور عصر کے درمیان مدینہ سے روانگی ہوئی۔
- ☆ ۲۶ اور ۲۷۔ ہفتہ اتوار کی درمیانی شب ۱۰ ہجری میں ذوالحیفہ میں قیام کیا۔
- ☆ ۲۷ ذیقعد۔ ۱۰ ہجری ظہر کے وقت احرام باندھے گئے۔
- ☆ ۴ ذالحجہ۔ ۱۰ ہجری اتوار کی رات قافلہ ذی توئی پہنچا اور یہاں قیام کیا۔
- ☆ ۵ ذالحجہ۔ نماز فجر کے بعد ذی توئی سے مکہ کی طرف روانگی ہوئی۔
- ☆ ۵ ذالحجہ۔ دوپہر کے وقت قافلہ حج خانہ کعبہ میں داخل ہوا اور طواف کیا۔
- ☆ ۸ ذالحجہ۔ ۱۰ ہجری تک مکہ قیام کیا۔
- ☆ ۸ ذالحجہ۔ ۱۰ ہجری جمعرات کی دوپہر منیٰ کی طرف روانگی کی گئی۔
- ☆ ۹ ذالحجہ۔ ۱۰ ہجری جمعہ کے دن سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات روانگی ہوئی۔
- ☆ ۹ ذالحجہ۔ ۱۰ ہجری جمعہ کے دن دوپہر کے بعد آپ ﷺ نے آفاقی خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا۔ اور پھر ظہر و عصر کی نمازیں اکٹھی ادا کرنے کے بعد عرفات میں ہی وقوف فرمایا (یعنی وہیں رکے رہے)۔
- ☆ ۹ ذالحجہ۔ ۱۰ ہجری بروز جمعہ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ روانگی فرمائی۔

☆ ۱۰ ذی الحجہ۔ ۱۰ ہجری ہفتے کے دن نماز فجر کے بعد مزدلفہ سے مشعر حرام کی طرف روانگی فرمائی۔

☆ ۱۰ ذی الحجہ۔ ۱۰ ہجری، طلوع آفتاب سے پہلے مشعر حرام سے منیٰ کی طرف روانگی فرمائی۔

☆ ۱۰ ذی الحجہ۔ ۱۰ ہجری، طلوع آفتاب سے دوپہر تک شیطان کو کنکریاں ماریں۔

☆ ۱۰ ذی الحجہ۔ ۱۰ ہجری، آپ ﷺ نے دوپہر کو منیٰ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

☆ ۱۰ ذی الحجہ۔ ۱۰ ہجری، شام کے وقت منیٰ سے مکہ واپس تشریف لے آئے۔

☆ مناسک حج ادا ہو چکے۔ سب کو اپنے اپنے وطن لوٹنے کا حکم ہوا۔ آقا رفقاء صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف چل دیے۔

☆ آقا ﷺ کی عظمت، رفعت اور کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے کچھ احمق اور جاہل افراد نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر ڈالا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) طلحہ یہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والا پہلا شخص ہے۔ قبیلہ بنو اسد کا سردار تھا۔ بہادری اور فن حرب میں مہارت کی وجہ سے شہرت رکھتا تھا۔ اسے شکست کے بعد، ضمیر کو سچائی کی روشنی دوبارہ نصیب ہوئی اور پھر پوری زندگی اسلام کے لیے وقف رہی۔

(۲) ۱۰ ہجری میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور بے باک ہو کر اس نے آپ کو اپنی نبوت کا خط اپنے دو قاصدوں کے ہاتھ بھجوا ڈالا۔ آقا نے فرمایا اگر سفیروں کا قتل جائز ہوتا تو میں ان دونوں کو قتل کر دیتا۔

(۳) ۱۰ ہجری میں ہی اسود غنسی نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ یہ اپنوں کے ہاتھوں مارا گیا۔

☆ ۱۰ ہجری میں آپ ﷺ نے شام و روم پر لشکر کشی کے لئے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا۔





## 11 ہجری

63 واں سال

- ☆ ۲۶ صفر ۱۱ ہجری میں آپ ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں آخری فوجی دستے کو روم کی طرف کوچ کا حکم دیا۔
- ☆ صفر ۱۱ ہجری کے آخر میں آقا ﷺ کی جان لیوا بیماری کا آغاز ہوا۔
- ☆ بیماری کے آغاز سے وصال تک آقا ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں قیام فرمایا۔
- ☆ وصال سے ۵ دن پہلے جمعرات کو ظہر کی نماز باجماعت ادا فرمائی۔ یہ آقا ﷺ کی آخری باجماعت نماز تھی۔
- ☆ ۸ ربیع الاول ۱۱ ہجری، آپ ﷺ نے وصال سے ۴ روز پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو منصب امامت سنبھالنے کا حکم فرمایا۔
- ☆ آقا ﷺ نے زندگی کی آخری پونجی ۵ دینار صدقہ فرمائے۔
- ☆ دنیا کا آخری عمل مسواک یعنی دہن مبارک کی صفائی فرمائی۔
- ☆ آقا ﷺ کی زبان اطہر سے نکلنے والے آخری الفاظ ”بل الرفیق الاعلیٰ“ (اپنے رفیقِ اعلیٰ کے پاس جانا چاہتا ہوں) تھے۔
- ☆ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری بمطابق ۸ جون ۶۳۲ عیسوی بروز سوموار چاشت کے وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گود میں انہی کے حجرے میں وصال فرمایا۔
- ☆ آقا ﷺ کی کل عمر مبارک ۶۳ سال ۴ دن اور ۶ گھنٹے ہے۔
- ☆ حضرت علیؓ نے آقا ﷺ کے جسدِ معطر کو غسل دیا۔ حضرت عباسؓ اور آپؐ کے صاحبزادے فضل و قثم اور شقران پردہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت اُسامہ بن زیدؓ پانی ڈالنے پر معمور تھے۔

- ☆ آقا ﷺ نے وصال کے وقت جو لباس زیب تن کیا ہوا تھا اسی سمیت غسل دیا گیا۔
- ☆ کفن تین چادروں پر مشتمل تھا۔ جن میں دو چادریں یمنی اور ایک دھاری دار تھی۔
- ☆ حضرت ابی طلحہؓ نے قبر مبارک تیار کی۔
- ☆ غسل ہو چکا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ تشریف لے آئے دونوں کی معیت میں مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی۔
- ☆ نماز جنازہ کے بعد بھی آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرنے والوں کا ہجوم رہا۔
- ☆ تدفین سے پہلے زیارت کے لئے چہرہ مبارک سے پردہ ہٹا دیا گیا۔ زائرین مسجد سے گذر کر آخری دیدار کے لئے آنے لگے۔
- ☆ آقا ﷺ کے جسد مبارک سے ایسی معطر خوشبو نکل رہی تھی کہ پوری فضا مہک اٹھی۔
- ☆ مردوں کے حجرہ سے باہر آنے کے بعد عورتیں اندر آئیں۔ اس کے بعد بچے اندر آئے جو حسرت و غم کی تصویر بنے آقا ﷺ پر درود و سلام پڑھتے ہوئے بوجھل قدموں سے آگے بڑھتے رہے۔
- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ  
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ  
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ ه
- اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ  
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ  
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ ه
- ☆ زیارت کا عمل مکمل ہوا تو جو لوگ غسل میں شریک تھے انہیں ہی آقا کے جسد مبارک کو لحد میں اتارنے کا اعزاز دیا گیا۔ لحد کو کچی اینٹوں سے ڈھانک کر سردایہ میں مٹی ڈال کر قبر مبارک بنا دی گئی۔

☆ آقا کی تدفین ۱۱۳ اور ۱۴ کی درمیانی رات ربیع الاول ۱۱ ہجری منگل کی رات حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے میں عین اُس جگہ کی گئی جہاں آقا کا وصال ہوا تھا۔

☆ یہ قبر جسے اب ”روضہ رسول“ اور سبز گنبد کہا جاتا ہے۔ پورے دُنیا کے مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن، راحت، چین اور سکون ہے۔ لاکھوں درود و سلام ہمارے آقا پر۔

### گنبد خضریٰ

☆ گنبد خضریٰ مسجد نبوی کے جنوب مشرقی حصہ میں اُس جگہ واقع ہے جہاں آقا ﷺ کو حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ مبارک میں دفن فرمایا گیا۔

☆ آقا کے مرقد انور کے علاوہ یہاں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی مقابر بھی ہیں۔ خالی جگہ ایک روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ کے لیے چھوڑی گئی ہے۔ جب اُن کا ظہور ہوگا تو چالیس سال حکومت کے بعد یہاں اُن کی تدفین ہوگی۔

☆ آقا کی قبر مبارک پر سب سے پہلے ۶۷۸ ہجری بمطابق ۱۲۷۹ عیسوی میں لکڑی کی گنبد نما ساخت تعمیر کی گئی۔ یہ مملوک سلطان سیف الدین قلاوون کے زمانے میں تعمیر کی گئی۔ یہ زرد رنگ کی لکڑی تھی۔ پھر مختلف ادوار میں سفید اور نیلا رنگ بھی استعمال کیا گیا۔

☆ ۱۴۸۵ء میں مملوک سلطان قایتاع کے زمانے میں گنبد کی مضبوطی کے لیے پہلی مرتبہ اینٹوں اور پتھروں سے تعمیر کی گئی اور حفاظت کے لیے سیسہ بھی استعمال کیا گیا۔

☆ ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء) میں مختلف رنگوں کے پتھروں کی آمیزش سے حسین ترین گنبد تعمیر کیا گیا۔

☆ ۱۶ صدی عیسوی میں عثمانی سلطان سمان اعظم نے گنبد کو سیسہ کی چادروں سے مڑا کر حفاظتی حصار مزید مضبوط بنایا۔

☆ ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) میں عثمانی سلطان نے اس گنبد کی تعمیر نو کی اور ۱۸۳۷ء میں اس گنبد پر

سبز رنگ کروایا۔ تب سے یہ گنبد خضریٰ کہلانے لگا اور آج یہ گنبد خضریٰ ہر مسلمان کے دل کی دھڑکن ہے۔



## آقا ﷺ کا قرآن

30	سپارے
14	تجدے
7	منزل
114	سورتیں
86	سورتیں کی
28	سورتیں مدنی
540	رکوع
6666	آیات
323760	حروف
53243	زبر
39582	زیر
8804	پیش
1771	شد
1243	نقطے
105681	
48872	الف
11228	ب
1199	ت
1276	ث
3273	ج
973	ح
2416	خ
5642	د
4697	ذ
11793	ر
1590	ز
5891	س
2253	ش
2013	س
1607	ض
1274	ط
842	ظ
92200	ع
2208	غ
8499	ف
6813	ق
9522	ک
3432	ل
26535	م
26560	ن
2556	و
1907	ح
3720	لا
4115	م
25919	ی

☆ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ جو اللہ کے آخری رسول ہیں ان کے ذریعے انسانوں کی تاقیامت رہنمائی کے لیے خالق کائنات نے جو ضابطہ حیات نازل فرمایا اسے 'قرآن' کہتے ہیں۔

☆ قرآن ۱۱ اگست ۶۱۰ عیسوی ۱۸ رمضان المبارک پہلی نبوی غار حرا مکہ میں نازل ہوا۔

☆ قرآن کے نزول کا آغاز شب قدر میں ہوا۔

☆ قرآن پاک ۲۲ سال ۸ ماہ اور ۱۲ دن میں مکمل ہوا۔

☆ پہلی وحی سورۃ علق کی پہلی پانچ آیات کی صورت میں نازل ہوئی:

اقْرَأْ بِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَ رَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

☆ آخری وحی سورۃ مائدہ کی آیت کا یہ حصہ نازل ہوا:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ۝

☆ نزول کے اعتبار سے آخری مکمل سورۃ، "سورۃ النصر" ہے۔

☆ ترتیب کے لحاظ سے پہلی سورۃ الفاتحہ اور آخری سورۃ الناس ہے

☆ قرآن مجید کے پہلے حافظ خود حضرت محمد ﷺ ہیں۔

☆ چالیس صحابہ کرام کا شمار کاتبین وحی میں ہوتا ہے۔

☆ سب سے پہلے کاتب وحی حضرت زید بن ثابتؓ تھے۔

☆ قرآن کی سب سے بڑی سورت "سورۃ البقرہ" اور سب سے

چھوٹی سورت "سورۃ الکوثر" ہے۔

☆ سب سے بڑی آیت سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۸۲ اور سب سے

چھوٹی آیت سورۃ مدثر کی آیت نمبر ۲۱ ہے۔

- ☆ سورۃ توبہ کے علاوہ تمام سورتوں کا آغاز بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ سے ہوتا ہے۔
- ☆ سورۃ نمل وہ واحد سورت ہے جس میں دو مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ آتی ہے۔
- ☆ مختلف روایات کے مطابق قرآن کے ۵۵ سے ۱۰۱ تک صفاتی نام ہیں۔
- ☆ جن میں الکتاب، الفرقان، التزویل، الذکر، الھدیٰ، النور اور المبین بھی شامل ہیں۔
- ☆ ابتدا میں قرآن چمڑے، پتھر، اونٹ کی شانے کی ہڈی، لکڑی اور کھجور کے پتوں پر تحریر کیا گیا
- ☆ آقا کے زمانے میں اکثر صحابہ حفاظ قرآن تھے۔
- ☆ حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں حضرت زید بن ثابتؓ کی سربراہی میں کمیٹی نے ایک جگہ قرآن مکمل طور پر محفوظ کیا۔ یہ نسخہ حضرت ابو بکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ کی تحویل میں رہا، بعد میں حضرت عمرؓ نے یہ مصحف حضرت حفصہؓ کے سپرد کر دیا۔
- ☆ حضرت عثمانؓ نے ایک قرأت قرآن کے نسخے تیار کروا کر تمام صوبوں کو بھجوادینے اس طرح تمام مسلمانوں کو ایک قرأت پراکٹھا کر کے عظیم کارنامہ انجام دیا اور جامع القرآن کہلائے۔
- ☆ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو کہا جاتا ہے۔
- ☆ قرآن کی ۲۹ سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں۔
- ☆ قرآن آقا کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اور تاقیامت تمام جن وانس کو اللہ کا چیلنج ہے کہ قرآن جیسی ایک آیت بنا لاؤ۔
- ☆ قرآن میں اسم اللہ ۲۶۹۸ بار آیا ہے۔ سورۃ مجادلہ کی ہر آیت میں اسم اللہ آیا ہے۔
- ☆ قرآن میں ۱۲۵ انبیاء کا ذکر آیا ہے۔ سب سے زیادہ ذکر حضرت موسیٰ کا ہے۔
- ☆ سب سے زیادہ سورتیں پارہ ۳۰ میں ۳۷ ہیں اور سورۃ عبس کے ایک رکوع میں سب زیادہ آیات آئی ہیں۔
- ☆ سورۃ فاتحہ کو سورۃ شفاء، سورۃ یس کو قرآن کا دل، سورۃ رحمن کو عروس القرآن اور سورۃ اخلاص کو ٹکٹ قرآن (یعنی ایک تہائی قرآن) کہتے ہیں۔
- ☆ قرآن کا پہلا ترجمہ لاطینی زبان میں فرانسیسی راہب 'نزابکس' نے کیا۔

## آقا ﷺ کی احادیث

- ☆ آقائے حیات طیبہ کیسے بسر فرمائی یعنی آپ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔
- ☆ تدوین حدیث یعنی احادیث جمع کرنے کا کام آپ کے دور میں ہی شروع ہو گیا تھا۔
- ☆ تدوین حدیث یعنی حفاظت حدیث کے تین ادوار ہیں۔
- ☆ پہلا دور عہد نبوی و عہد صحابہ کا دور پہلی سے ۱۰۰ ہجری تک کا ہے۔ اس دور میں حضرت زید بن ثابتؓ نے وراثت پر احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا۔
- ☆ حضرت ابو ہریرہؓ نے ”صحیفہ ابو ہریرہ“ کے نام سے ۱۳۶ احادیث کا مجموعہ تیار کیا۔
- ☆ حضرت علیؓ کا احادیث کا مجموعہ ”صحیفہ علی“ احادیث کا اس دور کا اہم مجموعہ ہے۔
- ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ۱۰۰۰ احادیث پر مشتمل مجموعہ ”صحیفہ صادقہ“ ترتیب دیا
- ☆ دوسرا دور تابعین کا ۱۰۱ ہجری سے ۲۰۰ ہجری کا ہے۔ تابعین نے علم حدیث پر بہت کام کیا اور اس کو باقاعدہ فن کا درجہ دیا۔ حضرت سعید بن مسیبؓ حضرت حسن بصریؒ اور امام شعبیؒ نے اس سلسلے میں بہت کام کیا۔ موطا امام مالک اسی دور میں مکمل ہوئی۔
- ☆ تیسرا دور ۲۰۱ ہجری سے ۳۰۰ ہجری تک تبع تابعین اور دوسرے افراد کا ہے۔ اس دور میں احادیث کی کتب پر سائنسی بنیادوں پر کام ہوا۔ احادیث کی ۶ کتب جنہیں صحاح ستہ کہتے ہیں، اسی دور میں مکمل ہوئیں۔ تفصیل کچھ اس طرح ہے:
- ☆ صحیح بخاری امام محمد بن اسماعیل بخاری ☆ صحیح مسلم امام مسلم بن حجاج
- ☆ جامع ترمذی امام محمد بن عیسیٰ ترمذی ☆ سنن ابی داؤد سلیمان بن اشعث
- ☆ سنن النسائی احمد بن علی نسائی ☆ سنن ابن ماجہ محمد بن یزید ابن ماجہ
- ☆ حدیث کی سب سے بڑی کتاب مسند احمد ہے۔ اس میں ۳۶ ہزار احادیث ہیں۔
- ☆ اس دور کی معروف شیعہ کتب احادیث میں، الکافی (محمد بن یعقوب کلینی)، من لایحضرہ افقیہ (محمد بن علی بن بابویہ قمی) اور الاستبصار و تہذیب الاحکام (محمد بن الحسن طوسی) شامل ہیں۔

## آقا ﷺ کی پسندیدہ غذائیں

☆ جو: آقا جو کے بغیر چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے تھے۔ کبھی کبھی گیہوں کی روٹی بھی تناول فرمائی لیکن سفید میدہ کی روٹی کبھی نہیں کھائی۔ جو کے ستو بھی خوراک کا حصہ تھے۔

☆ شہد اور کھجور: آقا کو شہد اور کھجور بہت پسند تھے۔ ان کی بے شمار افادیت بیان فرمائی ہے۔

☆ زیتون: آقا نے فرمایا ”زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی

کیونکہ یہ ایک بابرکت درخت کا تیل ہے۔“

☆ کدو: آقا کو کدو بہت پسند تھا۔ شوربے سے کدو کے ٹکڑے ڈھونڈ کر نوش فرماتے۔

☆ دودھ: آقا نے فرمایا ”دودھ کے سوا کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دے۔“

☆ سرکہ: حضور اکرم نے فرمایا: ”سرکہ کیسا اچھا سالن ہے۔“ پہلے انبیا کا بھی یہی سالن رہا۔

ایک حدیث میں آیا ہے: جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہے۔ یعنی سالن کی ضرورت نہیں رہتی۔

☆ ٹرید: آقا گوشت کے شوربے میں روٹی بھگو کر کھانا بہت پسند فرماتے تھے۔

☆ حیس: گھی، پنیر اور کھجور ڈال کر ایک خصوصی ڈش بنائی جاتی جو آپ کو بہت مرعوب تھی۔

☆ گوشت: آقا نے گوشت کو کھانوں کا سردار فرمایا، بونگ اور پٹھ کا بھنا ہوا گوشت پسند تھا۔

اس کے علاوہ مرغ، بٹیر، دُنْبہ، اونٹ، بکری، بھیر، گورخر، خرگوش، سُرخاب اور مچھلی بھی کبھی کبھار تناول فرمائی۔

☆ لپٹا: گوشت کو پانی میں ڈال کر گلایا جاتا ہے۔ پھر اس میں آٹا ڈال کر ایک غذاء تیار کی جاتی ہے یہ آپ ﷺ کو نہایت مرعوب تھی۔

☆ پسندیدہ پھل: انگور، انار، خربوزہ (ککڑی)، انجیر، پیلو، تربوز اور کیلا۔

☆ پسندیدہ مشروب: ٹھنڈا شیریں پانی، دودھ کی لسی اور شہد ملا ٹھنڈا پانی پسند تھا۔ جس

پیالے میں آقا ﷺ اپنے پسندیدہ مشروب نوش فرمایا کرتے تھے اس کا نام ”ایان“ تھا۔

## آقا ﷺ کے لباس

- ☆ آقا ﷺ کا لباس انتہائی سادہ ہوتا تھا اکثر اوقات آقا کا لباس چادر اور ازار (تہبند) ہی ہوتا تھا۔ جو کہ موٹے اور سخت کپڑے کا ہوتا تھا۔ عام عادت شریفہ لنگی پہننے کی تھی، بعض احادیث میں پاجامہ پہننا بھی ثابت ہے۔
- ☆ سفید لباس سب سے زیادہ پسند تھا۔ آقا نے فرمایا حسین ترین لباس سفید کپڑوں کا ہے۔ چاہیے کہ تم میں سے زندہ لوگ بھی پہنیں اور مردوں کو بھی سفید کفن دیں۔
- ☆ کبھی کبھی پشمینہ یعنی اونی لباس بھی پہنا ہے۔
- ☆ حضرت ام سلمہؓ فرماتیں ہیں کہ قمیص آقا ﷺ کا محبوب ترین لباس تھا۔ (ترمذی)
- ☆ رنگین لباس میں سبز رنگ طبیعت کو زیادہ پسند تھا۔ ابو رمثہؓ کہتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا۔ (ترمذی)
- ☆ آقا ﷺ کالی کملی بھی اوڑھا کرتے تھے۔ کبھی کبھار چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر اُلٹے کاندھے پر ڈال لیتے تھے۔ چادر شریف میں متعدد پیوند لگے ہوتے تھے۔
- ☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آقا ﷺ کو یمنی منقش چادر کپڑوں میں زیادہ پسند تھی۔ یہ یمنی قبا آپؐ صرف وفود سے ملاقات کے وقت زیب تن فرمایا کرتے تھے۔
- ☆ آقا ﷺ کپاس، صوف یا کتان کا کپڑا بھی استعمال فرماتے تھے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے آپ کا پیرہن مبارک سوتی اور تنگ دامن و آستین والا ہوتا تھا۔ اور آقا کی قمیص مبارک میں گھنڈیاں لگی ہوتی تھیں اور سینہ مبارک کے مقام پر گریبان تھا۔
- ☆ نجاشی نے آقا کو ایک مکلف جو تا اور سراویل (از قسم شلوار) ہدیہ کے طور پر بھجوایا تھا۔ کبھی کبھار ان کو بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔
- ☆ جبہ، چونغ اور قبا آقا ﷺ کے پیرہن کے جو تھے۔
- ☆ آقا ﷺ عمامہ بھی استعمال فرمایا کرتے تھے جو اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا کبھی کبھی سبز رنگ کا عمامہ بھی پہنتے تھے۔ عمامہ کی لمبائی تقریباً گز تھی، شملہ دونوں شانوں کے



درمیان چھوڑا کرتے تھے جو ایک بالشت کے برابر ہوتا تھا۔

☆ جب آقا ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مدارج النبوه)

☆ حضرت عائشہؓ سے روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک پرانا کمبل اور موٹے سوت کی ایک چادر نکالی اور فرمایا نبیؐ نے ان دو کپڑوں میں رحلت فرمائی۔

☆ آقا ﷺ سونے سے بیدار ہوتے تو قضائے حاجت سے فراغت کے بعد وضو فرماتے اور پھر لباس پر خوشبو لگاتے۔ ریحان عود اور مشک کی خوشبو بہت پسند تھی۔

☆ آقا ﷺ کے پاس ایک رومال بھی تھا جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو اس سے پونچھ لیتے۔ (ابن سعد)

☆ آقا ﷺ ٹوپی بھی اوڑھا کرتے تھے جس کا رنگ سفید ہوتا تھا۔ (السرارج المنیر)

☆ آقا ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوتی تھی۔

☆ اکثر احادیث میں آیا ہے کہ آقا کا بستر کبھی ٹاٹ کا ہوتا تھا کبھی صرف بوریا ہوتا۔

☆ آقا ﷺ کھڑاؤں یا چپل نما جوتا پہنا کرتے تھے۔ آپ کے نعلین مبارک میں انگلیوں میں پہننے کے دو دو تسمے بھی تھے۔

☆ آقا ﷺ نے سیاہ چرمی موزے بھی پہنے اور ان پر وضو میں مسح بھی فرمایا۔

☆ آقا نے بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتا بھی پہنا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)



## آقا ﷺ کے عظیم خلفاء

### حضرت ابو بکر صدیقؓ:

- ☆ نام: ابو بکر۔ ☆ پیدائش: اکتوبر ۵۷۳ء مکہ۔ ☆ پہلے خلیفہ اسلام۔
- ☆ والد کا نام: عثمان ابوقحافہ۔ ☆ والدہ کا نام: سلمہ أم الخیر۔
- ☆ پیشہ: تجارت۔ ☆ بھائی: ۳۔ ☆ بہنیں: ۳۔
- ☆ بیٹے: ۳ (☆ عبداللہ ابن ابی بکرؓ ☆ عبدالرحمن ابن ابی بکرؓ ☆ محمد ابن ابی بکرؓ)
- ☆ بیٹیاں: ۳ (☆ اسماء بنت ابی بکرؓ ☆ حضرت عائشہؓ ☆ حضرت أم کلثوم بنت ابی بکرؓ)
- ☆ ازواج: ۴۔

- ☆ وفات: مدینہ۔ ۲۲ جمادی الثانی بمطابق اگست ۶۳۴ عیسوی۔ عمر ۶۱ سال۔
- ☆ مدفون: مسجد نبوی (روضہ نبی ﷺ)۔

### حضرت عمرؓ:

- ☆ خطاب: الفاروق۔ ☆ دوسرے خلیفہ اسلام۔ ☆ پورا نام: عمر بن خطاب۔ ☆ پیدائش: مکہ۔

۵۷۷ء۔

- ☆ والد کا نام: خطاب ابن نوفیل۔ ☆ والدہ کا نام: حطامہ بنت حشام۔
- ☆ بھائی: زید ابن خطاب۔ ☆ بہن: فاطمہ بنت خطاب۔ ☆ ازواج: ۷۔
- ☆ بیٹے: ۸ (☆ عبداللہ ابن عمرؓ ☆ عبدالرحمن ابن عمرؓ ☆ عبید اللہ ابن عمرؓ ☆ زیاد ابن عمرؓ)
- ☆ عاصم ابن عمرؓ ☆ لیاد ابن عمرؓ ☆ عبدالرحمن ابن عمرؓ ☆ الزبیر ابن عمرؓ۔
- ☆ بیٹیاں: ۳ (☆ حفصہ ابن عمرؓ ☆ فاطمہ بنت عمرؓ ☆ زینب بنت عمرؓ)۔
- ☆ وفات: مدینہ۔ یکم محرم الحرام بمطابق نومبر ۶۴۴ء۔
- ☆ مدفون: مسجد نبوی (روضہ رسول ﷺ)۔

### حضرت عثمان:

☆ تیسرے خلیفہ اسلام۔ ☆ خطاب: ذوالنورین، الکریم، الفاروق، الغنی۔

☆ پورا نام: عثمان بن عفان۔ ☆ پیدائش: طائف (عرب) ۵۷۷ء۔

☆ والد کا نام: عفان بن عاص (ابوالعاص)۔ ☆ والدہ کا نام: عروہ بنت قرض۔ ☆ بہن: آمنہ

☆ ازواج: ۸) ☆ حضرت رقیہ بنت محمد ﷺ ☆ حضرت ام کلثوم بنت محمد ﷺ ☆ نائلہ بنت

فراخشا ☆ رملہ بنت شعیبہ ☆ فاختہ بنت غزوان ☆ فاطمہ بنت ولیدہ ☆ ام لبنین بنت انیبہ

☆ ام عامر بنت جندبہ۔۔ ☆ بیٹے: (☆ عمرو ☆ عمرہ ☆ خالدہ ☆ ابان ☆ عبداللہ الاصغر

☆ الولیدہ ☆ سعیدہ ☆ عبدالملک)۔۔ ☆ بیٹیاں: (☆ مریم ☆ ام عثمان ☆ ام عمرو ☆ ام

بان الکبریٰ ☆ ارویٰ ☆ ام خالدہ ☆ ام ابان الصغریٰ)۔

☆ دورِ خلافت: ۱۱ نومبر ۶۴۴ء تا ۲۰ جون ۶۵۶ء عیسوی۔ ☆ وفات: مدینہ ۱۷ جون ۶۵۶ء۔

☆ مدفون: جنت البقیع (مدینہ)۔

### حضرت علی:

☆ چوتھے خلیفہ اسلام۔ ☆ خطاب: باب مدینہ، العالم، ابوتراب، مرتضیٰ، اسد اللہ حیدر۔

☆ پورا نام: علی بن ابی طالب۔ ☆ پیدائش: کعبہ (مکہ) ۱۳ رجب ۲۳ قبل ہجری۔

☆ والد کا نام: ابوطالب ابن عبدالمطلب۔ ☆ والدہ کا نام: فاطمہ بنت اسد۔

☆ بھائی: ☆ جعفر ابن ابی طالب ☆ عقیل ابن ابی طالب ☆ طالب ابن ابوطالب۔

☆ بہن: (☆ فاختہ بنت ابی طالب ☆ جمانہ بنت ابی طالب)۔

☆ بیٹے: (☆ محسن ابن علی ☆ حسن ابن علی ☆ حسین ابن علی ☆ حلال ابن علی ☆ العباس ابن

علی ☆ عبداللہ ابن علی ☆ جعفر ابن علی ☆ عثمان ابن علی ☆ عبید اللہ ابن علی ☆ ابی بکر بن

علی ☆ محمد ابن الحنفیہ ☆ عمر بن علی ☆ محمد بن ابی بکر)۔۔ ☆ دورِ خلافت: ۶۶۱ء تا ۶۵۶ء۔

☆ وفات: کوفہ (عراق) ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ ہجری، جنوری ۶۶۱ء۔

☆ مدفون: امام علی مسجد، نجف (عراق)۔

بھارے آفا ﷺ ﷺ ﷺ

بھارے آفا ﷺ ﷺ ﷺ

اقتاب ابراھیم

